SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, December 3, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ
شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿٨٥﴾
وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَمَنْ
اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾

ترجمہ : جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس کے ثواب میں سے حصہ ملے گا اور
جو بری بات کی سفارش کرے اس کو اس کے عذاب میں سے حصہ ملے گا اور خدا ہر چیز پر قدرت
رکھتا ہے اور جب تم کو کوئی دعا دے تو جواب میں تم اس سے بہتر کلمے سے اسے دعا
دو یا انہیں لفظوں سے دعا دو بے شک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے خدا وہ معبود
برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور
جمع کرے گا اور خدا سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, December 3, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ يَشْفَعْ
شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا ﴿٨٥﴾
وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾
اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ
أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ﴿٨٧﴾

ترجمہ: جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس کے ثواب میں سے حصہ ملے گا اور
جو بری بات کی سفارش کرے اس کو اس کے عذاب میں سے حصہ ملے گا اور خدا ہر چیز پر قدرت
رکھتا ہے اور جب تم کو کوئی دعا دے تو جواب میں تم اس سے بہتر کلمے سے اُسے دعا
دو یا اُنہیں لفظوں سے دعا دو بے شک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے خدا وہ معبود
برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور
جمع کرے گا اور خدا سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جزاک اللہ۔
جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۳، دسمبر ۸۹ء کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ہاشم خان سینیٹر نے ذاتی وجوہات کی بنا پر سینیٹ کے حالیہ اجلاس کے دوران رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, Sir, about the gentleman, I think the government has a view on that.

Mr. Chairman: It is a leave application and I think, there is no need of any view on it.

Mr. Javed Jabbar: But Mr. Chairman, I was told that the honourable colleague unfortunately has a case pending against him and therefore, is it appropriate for some one who has a case pending against him to be able to ask for leave and then get that leave.

جناب چیئرمین : رولز تو یہی کہتے ہیں۔ He can make an application ہاؤس منظور کرتا ہے تو منظور ہو جاتی ہے، اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

Mr. Javed Jabbar: I just went you to ask to be clear on the precedent, Mr. Chairman.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! وہ proclaimed offender ہے اور اس کے بعد ابھی تک وہ حاضر نہیں ہوا گورنمنٹ کے سامنے اپنے آپ کو پیش نہیں کیا.....

جناب چیئرمین : نہیں مجھے بتائیں میرے پاس leave application آئی میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی آپ نے منظور کر دی ہے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی: آپ سمجھ دار ہیں۔

جناب چیئرمین: میری سمجھ داری کی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی: وہ proclaimed offender ہے،

and we are requesting the honourable Chair ....

جناب چیئرمین: میں آپ کو رولز پڑھ دیتا ہوں صرف درخواست آئی ہے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی: نہیں جناب آپ نے منظور کر دی ہے،

When he is not available.

جناب چیئرمین: نہیں نہیں میں نے نہیں کی آپ نے کی ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر،

جناب چیئرمین: ایک منٹ، بیٹھیں بیٹھیں، I will just read the rules

آپ مجھے بتائیں رولز میں کیا گنجائش ہے۔ میں آپ کو پڑھ کر دیتا ہوں Rule 15 to you.
یہ کہتا ہے،

15 (1) "A member desirous of obtaining leave for his absence from any sitting or session of the Senate shall make an application in writing under his hand addressed to the Chairman stating reasons for his absence.

(2) On receipt of an application under sub-rule (1), the Chairman shall, immediately after the questions, if any, put the question, without debate, that leave be granted.

(3) Where a member is prevented or incapacitated from making such an application, leave of the Senate may be granted on a motion moved by any other member, or on the basis of an application made ex-post-facto.

سو میرے پاس درخواست آئی میں نے آپ کو Put کر دی ہے۔ دوسری کسی چیز کا اس سے تعلق نہیں ہے، وہ عدالت دیکھے گی،

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں جناب اس کا پھر where is he, he is not available. He is a proclaimed offender.

جناب چیئرمین: دیکھیں ڈاکٹر صاحب،

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Chairman: Please let me first understand the argument.

please بیٹھیں۔ ایک تو یہ ہے کہ درخواست آنی ضروری ہے، درخواست آ گئی ہوئی ہے۔

خان بہادر خان: جناب کس کی طرف سے ہے۔

جناب چیئرمین: ہاشم خان صاحب کی درخواست پہنچ گئی ہے ان کی بیگم صاحبہ نے forward کی ہے میرے پاس آ گئی ہے۔ میں نے آپ کو put کر دی ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is a point Sir; that he must sign himself.

Mr. Chairman: It is signed. It is singed by him.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ کیسے' اس کی بیگم صاحبہ کی طرف سے آئی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں بیگم صاحبہ نے وہ درخواست مجھے forward کی ہے کہ یہ singed application ہے آپ اسے put کر دیں۔ یہ آپ دیکھ لیں اور بعد میں بات کریں۔ یہ ریکارڈ دیکھ لیں۔ (اس مرحلے پر ان کو درخواست دکھائی گئی) یہ ان کو دکھا دیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر بعد میں پہلے وہ سمجھ تو لیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ڈاکٹر صاحب یا کسی اور کو شک ہے تو عدالت میں جا کر کہہ دیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں ڈاکٹر صاحب آپ کو یہ حق ہے کہ leave grant نہ کی جائے۔ I put it to the House اگر ہاؤس Leave grant کر دے تو بات ختم ہو جائے گی۔

Syed Abbas Shah: Sir, this House has no knowledge officially that he is a proclaimed offender. This man who is not the Member of this House has given a statement that he is a proclaimed offender. We strongly object to it and it is a breach of privilege of this House because this House officially does not know anything about the state of affairs.

Mr. Chairman: He has brought a certain thing to your notice which

otherwise we don't know. As I said according to the rules, the rules don't talk of offenders and proclaimed offenders, that is for the court.

ہمارے سامنے صرف ایک درخواست ہے۔

My duty is to put it before you, your duty is to either reject it or grant it, that is all.

اس میں without debate لکھا ہوا ہے یعنی debate کی بھی اجازت نہیں ہے۔ Rule 15 کے تحت

Debate is not allowed. I will put it to the House, it is for you to say 'yes' or 'no'. .

آج تک چار سال مجھے بھی یہاں ہو گئے ہیں کبھی ڈیبیٹ اس بات پر نہیں ہوئی۔ نہیں کرنی تو آپ .No کر دیں کرنی ہے تو آپ Yes کر دیں۔ اس میں کیا جھگڑے والی بات ہے۔ Debate تو میں allow ہی نہیں کروں گا

I am not going to allow a debate because the Rule 15 says: "without debate".

یہ حق آپ کا ہے کہ آپ کہیں کہ ہم اجازت نہیں دیتے۔ وہ میں کہہ رہا ہوں اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہاں جی put it to vote تو

I will put it to vote.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Here a note is given about the proclaimed offenders.

Mr. Chairman: But how is it relevant Dr. Sahib under Rule 15. Please read Rule 15. Rule 15 says:

15 (2); "On receipt of an application under sub-rule (1), the Chairman shall, immediately after the questions, if any, put the question, without debate, that leave be granted."

I have put it to you. Now, if you want to oppose leave, you oppose leave that is all. I am not interested in who is proclaimed offender and who is not. It is not relevant for me. I just put it to the House, if you want to oppose it, you can do so.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, it is my submission that it should be brought on the record that two of the Ministers Mr. Javed Jabbar and me brought to the notice of the Chairman and the honourable House that he is a proclaimed offender.

Mr. Chairman: Please quote the rule to me

آپ سمجھ دار ہیں اور قانون کو سمجھتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ میں کس قانون کے تحت on the record لاؤں کہ آپ نے یہ کہا ہے، اس پر بحث کی تو میں اجازت نہیں دے سکتا۔

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Just alright. That was the thing we brought to your kind notice.

Mr. Chairman: No. Please bring something to my notice which I can take notice, of under the rules, Dr. Sahib. I would like to run this House according to the rules. Please don't bring extraneous matters before me.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: On point of order, Sir, any business is being transacted at that time if there is any irregularity.

Mr. Chairman: You tell me the irregularity. Dr. Sahib, please let me know:-

1) What is the irregularity?

2) How can I take notice of what you are saying under Rule 15?

Mr. Muhammad Tariq Chaudhary: Point of order, Sir.

Mr. Chairman: One at a time, please.

جناب محمد طارق چوہدری: جناب! آپ کی اس پر ruling ہے۔

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب، پہلے مجھے ڈاکٹر صاحب کی بات سمجھ لینے دیں پھر میں آپ سے بات کرتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب آپ مجھے بتائیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, under Rule 216, you are very aware of it that anything being transacted on the floor if there is

something as the leave was being sought to be granted by this honourable House, therefore, I knew this fact as the leave is being granted.

(Interruptions)

Mr. Chairman: I understand from the rules that all you can do is to say, we oppose the leave. I will put it to the House, if the House grants leave that is the end of the matter, as far as I am concerned.

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین ۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، آپ تشریف رکھیں ۔

قاضی حسین احمد : جب ایک proclaimed offender وزارت کر رہے ہیں تو دوسرے کو چھٹی کیوں نہیں مل سکتی ایک سینیٹر کو ۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، میں پہلے ان کی بات سمجھ لوں، رولز کے مطابق ہم چلیں گے ۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ کوئی اچھا آدمی ہے یا بُرا ہے ۔ proclaimed ہے، یا نہیں ہے ہم نے رولز کے مطابق کارروائی کرنی ہے وہاں لکھا ہوا ہے کہ without debate, I will put it to the House. اگر آپ چھٹی نہیں دینا چاہتے، تو یہ آپ کا اختیار ہے ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, Sir, the only thing is that I hope, there must be some information tendered to the Secretary.

Mr. Chairman: How is it relevant, Dr. Sher Afgan?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is quite relevant.

Mr. Chairman: Under which rule, please?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : رول ۲۱۶ کے تحت، پوائنٹ آف آرڈر یہ اگر کوئی transaction ہو رہی ہو ۔

جناب چیئرمین: وہ یہ لکھا ہوا ہے ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

I will read it again very slowly.

"Rule 15(1) A member desirous of obtaining leave for his absence

from any sitting or session of the Senate shall make an application in writing under his hand".

So, I have received his application in writing under his hand.

"addressed to the Chairman stating reasons for his absence".

(2) On receipt of application under sub-rule (1), the Chairman shall immediately, after the question, if any, put the question, without debate.."

Without debate.

"that the leave be granted".

(3) "Where a member is prevented".

In fact, if a member is prevented anyone of you can make an application on his behalf.

"or incapacitated from making such an application leave of the Senate may be granted on a motion moved by any other member.."

Anyone of the members can move an application.

"or on the basis of an application made ex-post facto".

(4) The Secretary shall as soon as possible communicate the decision of the Senate to the member concerned".

That is all. So, I do not see how can I hold a debate on this question? All I can do is to put it to the House. If you say, don't grant it, the matter will be voted upon and that is the end of the matter. Finished.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is the point that if he himself was not able to move it on behalf of him his wife Begum Muhammad Hashim Khan has moved this. It could be moved then by an honourable Senator of this august House.

(Interruptions)

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, Sir, it is very plain and simple. The application has come to you, signed by Mr. Hashim Khan. Whether it has come through someone or by post, it is absolutely immaterial. It has to

be presented before the House, and it is for the House to decide.

(Interruptions)

Mr. Chairman: I agree with it.

You (Dr. Sher Afgan Khan Niazi) do not have a right but Mr. Javed Jabbar has a right to vote against it. If you want to vote against it, it is fine.

Do you want me to put it again to the House or we take it up?

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, I just want to draw your attention to Rule 68 of the Rules of Procedure which comes close to the point that we are considering. Where it says:

"When a member is arrested on a criminal charge or is detained under an executive order ......"

Now has the detaining authority communicated anything to you about their desire to detain our honourable colleague?

Mr. Chairman: No.

Mr. Javed Jabbar: Then you are right. Then we have no objection.

Mr. Chairman: O.K. Thank you very much. That concludes the matter.

PRIVILEGE MOTIONS

Mr. Chairman: The next is a privilege motion of Mr. Muhammad Tariq Chaudhry.

RE: PARTICIPATION OF MINISTERS STATE MINISTERS IN THE SENATE WHO HAVE TENDERED THEIR RESIGNATIONS

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ جناب چیئرمین' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے والے اس اقدام پر فوری نوٹس لیا جائے کہ وفاقی کابینہ کے بعض اراکین اپنے عہدوں سے بہت دن قبل مستعفی ہو چکے ہیں، وزیراعظم کھلے لفظوں میں کابینہ کے استعفوں کا اقرار کر چکی ہیں۔ آئین کی Article 92(3) کے تحت مستعفی ہونے والے وزراء نے ۲۰ دسمبر کے منعقدہ سینیٹ کے اجلاس میں بحیثیت وزیر

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

کے شرکت کرکے نہ صرف آئین کی صریحاً خلاف ورزی کی ہے بلکہ سینیٹ کی کارروائی میں شریک ہو کر اس کے تقدس کو پائمال اور استحقاق کو مجروح کیا ہے۔ لہٰذا اس کارروائی کا فوری نوٹس لیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose, Sir.

Mr. Chairman: How is it admissible?

Dr. Sher Afgan on point of order.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman: Sir, I want to bring to your kind notice that from the back always the remarks are passed whatsoever is uttered out of us.

Mr. Chairman: I will be grateful, if the decorum of the House is maintained and any remarks that are made should be addressed to the Chair. There should be no cross talk. I would be very grateful if we maintain the dignity of this House. Thank you.

Yes, please Mr. Tariq Chaudhary.

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین صاحب، کیا ایسا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں، بہرحال ان کو شکایت ہے۔ اگر نہیں ہوا تو بہت اچھی بات ہے لیکن ہوا ہے تو اچھی بات نہیں ہے۔ جی طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: محترم چیئرمین! سب سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ ہمارے دل میں کسی کے بارے میں نہ حسد ہے اور نہ ہی رشک ہے، یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر یہ لوگ مستعفی نہ ہوتے تو یہی وزراء تھے" اور اگر محترمہ وزیراعظم از سرنو حلف لیں گی، تو صاف ظاہر ہے کہ انہی میں سے زیادہ تر لوگ وزیر ہوں گے۔ لیکن ہر کام کا ایک اصول ہوتا ہے، ہر ایک چیز کا ایک سلیقہ ہے۔ ہمارے سابق چیئرمین اور موجودہ صدر اکثر یہ بات کہا کرتے تھے کہ

تیشہ بغیر مر نہ سکا کوہ کن اسد
سر گشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

جناب چیئرمین ! میں directly آپ ہی سے مخاطب ہوں کہ اگر اس شعر کا مفہوم سمجھ میں نہ آئے تو میں ڈاکٹر صاحب کو بعد میں وضاحت کر دوں گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : بہتر ہے کہ ابھی کر دیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : اس وقت وزرا کی تین قسمیں ہیں، ایک تو وہ ہیں جو ادھار پر لئے گئے اور ایک وہ ہیں جنہوں نے floor cross کیا۔

جناب چیئرمین : آپ admissibility کے متعلق بات کریں۔

How is the privilege of this House affected by this?

جناب محمد طارق چوہدری : میں جناب وضاحت کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب ! یہ اچھی کہانی بتا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : آپ یہ بتائیں کہ privilege کیسے affect ہوا ہے ہاؤس کا۔

جناب محمد طارق چوہدری : اگر ان تینوں کی میں پہلے وضاحت کر دوں گا کہ کس وجہ سے privilege مجروح ہوا۔

جناب چیئرمین : نہیں اس وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل مسئلہ کی طرف آئیں کہ کہ privilege کیسے breach ہوا۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب والا ! بڑی مختصر سی بات ہے کہ ان میں سے تین وزراء تو وہ ہیں جنہوں نے استعفے نہیں دیئے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : اگرچہ ان کی اخلاقی حیثیت مشکوک ہے لیکن قانونی اور آئینی لحاظ سے وہ وزیر ہیں۔ اس کے بعد کچھ وہ لوگ ہیں جو سینیٹ کے ممبر ہیں، ان کو بہر حال میں یہ حق حاصل ہے کہ وہ سینیٹ میں تشریف رکھیں۔

جناب غلام اکبر خان لاسی : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا ! یہ میری درخواست ہے کہ وہ ذاتی حملوں سے گریز کریں۔

جناب چیئرمین : یہ ذاتی حملہ نہیں ہے بلکہ قانون کی بات ہو رہی ہے آپ تشریف رکھیے۔

جناب محمد طارق چوہدری : شکر ہے کہ یہ رونمائی تو ہوئی ہے ایک کی تو رونمائی ہوئی ہے۔

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

جناب گزارش یہ ہے کہ ایک وہ ہیں جو ہمارے اس ہاؤس کے ممبر ہیں، وہ اس وقت سابق وزیر ہیں لیکن وہ اس ایوان کی کارروائی میں حصّہ لے سکتے ہیں کیونکہ وہ اس کے ممبر ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ وہ لوگ ہیں جو اس ایوان کے ممبر نہیں اور نہ وزیر بھی نہیں ہیں لہٰذا وہ اس ایوان میں اجنبی ہیں۔

جناب چیئرمین! سابق وزیر قانون نیشنل اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہوئے ابھی انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ نہیں دیا تھا ہمارے سابق وزیر داخلہ نے اعتراض کیا کہ یہ ایوان میں اجنبی ہیں Chair نے رولنگ دی اور وزیر قانون باہر چلے گئے۔ Chair کی رولنگ موجود ہے یہ الگ بات ہے کہ اسی وزیر قانون کو اب ازسر نو رولنگ دینا پڑے گی۔ اس لحاظ سے اُس وزیر قانون کی حیثیت اِن کے مقابلے میں کہیں زیادہ مستحکم تھی کیونکہ اس نے ابھی اپنے ہاتھ سے استعفیٰ نہیں دیا تھا آئین کے آرٹیکل ۹۲ (۳) کا حوالہ دیا ہے اس کو آپ ذرا پڑھ لیں۔

"92(3).A Federal Minister or Minister of State may by writing under his hand addressed to the President resign his office".

ایک تو یہ صورت ہے دوسری یہ ہے کہ اگر وزیراعظم کسی وزیر کو remove کردے۔ اب اس میں دیکھیں جب یہ آئین بنایا تو اس جملے میں کوئی ابہام نہیں رکھا گیا کوئی اس میں مشکل لفظ نہیں ہے جس کے لئے قانونی ڈکشنری اٹھا کر دیکھنی پڑے۔ کوئی اس کی عدالتی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے یا یہ کہ اتنا مشکل جملہ ہو کہ اس کے لئے عدالت میں جانا پڑے یہ بڑا simple واضح اور صاف لفظ ہے کہ جب ایک وزیر اپنے ہاتھوں سے صدر کو address کر کے استعفیٰ دے دیتا ہے تو گویا اس نے اپنا آفس چھوڑ دیا ہے دنیا بھر میں کہیں یہ نہیں ہوتا کہ وزیر مستعفی ہونے کے بعد روزمرہ کے معمولات انجام دیتے رہیں وہ استعفیٰ لکھ چکنے کے بعد اپنے گھروں میں بیٹھتے ہیں اور اس کے منظور ہونے کا انتظار نہیں کرتے۔ اس آرٹیکل کے حوالے سے میں یہ بات آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ روزمرہ کے معمولات ان کے احکامات سے کوئی غرض نہیں۔ ہمارا مسئلہ بطور خاص اس ایوان کا ہے اس ہاؤس کا ہے۔ محترم چیئرمین! بالکل اسی طرح جس طرح کل ایک رولنگ آئی اٹارنی جنرل کے بارے میں، وہ عدالت میں پیش ہوتے ہیں جاتے ہیں وہ ایک الگ مسئلہ ہے وہ، وہ جانیں، آپ کی رولنگ اس ایوان کے بارے میں ہے آپ نے یہ دیکھا کہ آئین کی جو رُوح ہے اس کے مطابق ان کی تقرری نہیں

ہوئی تو آپ نے انہیں پابند کر دیا کہ وہ اس ایوان میں نہیں آ سکتے کیونکہ آئین کے اُس آرٹیکل کے مطابق ان کا تقرر نہیں ہوا۔ اب باقی کا مسئلہ عدالت میں جائے گا۔ بہر حال انہوں نے اس عرصے کے دوران جو احکامات جو کچھ جاری کیا وہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے وہ implement ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے ہیں اور سیکرٹری وغیرہ اگر وہ مانتے ہیں تو ان کی قانونی حیثیت کیا ہوگی۔ جب کوئی آدمی عدالت میں چلا جائے گا تو یہ اس کا مسئلہ ہوگا۔ ہمارا مسئلہ اس ایوان کی کارروائی سے متعلق ہے اور اس ایوان میں (پھر میں آپ ہی سے مخاطب ہوں) ڈاکٹر شیر افگن صاحب بحیثیت وزیر کے جو اس وقت وزیر نہیں ہیں اور اجنبی ہیں اور یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ جو یقین دہانیاں کروائیں گے جو کارروائی میں حصہ لیں گے وہ ہماری کارروائی کا حصہ کس طرح بن سکتا ہے جو یہ جملہ کہیں گے اور ان کی وہ باتیں ہمارے لئے کسی طرح سننے کے قابل ہیں کیوں کہ جو یہاں اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں اس ایوان میں نہیں بیٹھ سکتے ہیں آئین کا اس کے بارے میں واضح حکم ہے ان کو نئے سرے سے حلف اٹھانے میں اتنی وقت نہیں ہے وزیر اعظم آج ان سے حلف لے سکتی ہیں۔ چونکہ یہ مستعفی ہو چکے ہیں اس وقت وزیر نہیں ہیں۔ ہمارے ہاں ایوان میں اجنبی ہیں اس لئے ان کی کسی بات کا کوئی وزن موجود نہیں ہے یہی میری درخواست ہے باقی آئین اور قانون کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, Sir, the privilege motion moved by my brother Tariq Chaudhary has raised a very important issue. Actually, the Attorney-General was the person who could have really enlightened us on this subject here in this House but I am sorry to say he is no longer in a position to come here, occupy his seat and give opinion on the subject. As such the entire structure of the parliament has become incomplete and as a result the work of the parliament is going to suffer. So, I would request the government not to come to the help and aid and assistance of just one individual and let the entire structure suffer. I would suggest to the government, through these Ministers who are sitting here, that they should appoint our new Attorney-General immediately so that the work of the parliament may run smoothly.

I thank you, Sir.

<u>جناب چیئرمین:</u> جی قاضی صاحب on point of order.

قاضی عبداللطیف: جی میں گذارش یہ کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب اس وقت جو ارشادات فرمائیں گے وہ کس حیثیت سے ہوں گے۔ ان کی شخصیت تو متنازعہ ہے.....

جناب چیئرمین: نہیں ابھی فی الحال نہیں ہے جب تک میں رولنگ نہ دوں۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! اس سلسلے کے اندر صرف جاوید جبار صاحب ارشادات فرما سکتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اس سینیٹ کے -------- ہیں اور یہ چیز آپ کی وساطت سے سینیٹ میں پیش ہوئی ہے یہ تو مدعا علیہ بن گئے ہیں۔ اس لئے انہیں قانونی اور آئینی پوزیشن واضح کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اپنے متعلق اگر وہ کچھ کہتے ہیں تو کہیں وگرنہ قانونی پوزیشن کے متعلق جاوید جبار صاحب ہی کہہ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب! اس سے پہلے اسی نوعیت کا ایک مسئلہ اٹارنی جنرل کے متعلق آیا تھا اور انہیں بھی ہم نے حق دیا تھا کہ جو چاہیں وہ کہیں لہذا میں انہیں اس حق سے نہیں روکنا چاہتا......

اخونزادہ بہرہ ور سعید: point of order Sir جناب اس مسئلے پہ جو چوہدری صاحب نے پیش کیا ہے آئین کے الفاظ بالکل صریح ہیں جب یہ استعفیٰ tender کرتے ہیں۔ اس کے بعد یہ وزیر نہیں رہتے۔ قانونی اور اخلاقی چیز بھی یہی ہے۔ ہاں اب چونکہ انہوں نے استعفیٰ دیا ہے تو اور مسئلہ ہے اگر انہوں نے استعفےٰ اپنی مرضی سے نہیں دیئے اور ان سے لئے گئے ہیں پھر تو اس کو اور شکل سے دیکھئے۔ پھر تو چوہدری صاحب میں یہ کہوں گا کہ ان غریبوں کو تو مشکل سے مزدوری ملی ہے نوکری ملی ہے اب چھوڑ دیں۔ ان کو، اب یہ Placement Bureau میں جائیں گے۔ ان کو نوکری کرنے دیں کہ یہ غریب لوگ ہیں۔

میر حسین بخش بنگلزئی: میں صرف ایک نکتے کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور معزز ایوان کے knowledge کے لئے میں آپ کی وساطت سے پوچھنا پسند کروں گا جناب چیئرمین! کہ جہاں تک قانونی نکتوں کے جواب کا تعلق ہے کہ اس ہاؤس کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ قانونی وضاحت حکومت کی طرف سے Attorney General کرتا ہے جب کہ وہ اس وقت آپ کی رولنگ کی بدولت یہاں موجود نہیں ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب کبھی بھی اس نکتے پر قانونی وضاحت کی ضرورت پڑ جائے تو پھر کیا صورتحال پیدا ہوگی۔

میں یقیناً یہ بات سمجھتا ہوں کہ اٹارنی جنرل نہیں ہیں اور اس ہاؤس میں نہیں آ سکتے لہذا حکومت کی اٹارنی جنرل کی تقرری کے بارے میں پالیسی کیا ہے اور آپ کی رولنگ درکار ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین ! ہمارے معزز سینیٹر طارق چوہدری صاحب نے جو صورت حال معزز ایوان کے سامنے رکھی ہے بنیادی طور پر ماسوائے ایک نکتے کے جو یہ ہونا چاہیئے تھا اور کسی حد تک انہوں نے آخر میں touch کیا ہے کہ Article 57 کے تحت ہم وزراء جو قومی اسمبلی کے ممبر ہیں یہاں ہیں جو ایک خاص Privilege کے تحت ہم یہاں بیٹھتے ہیں ایک privilege ہمارے ان معزز سینیٹرز کی ہے جو بنیادی طور پر اس معزز ایوان کے ممبر ہیں ان کو بیٹھنا ہے ایک وہ ممبر جو وزراء کی شکل میں جو ایوان زیریں کے ممبر ہیں لیکن Articles 57 کی رو سے یہاں ہم آ کر بیٹھتے ہیں ہر بات میں ہم حصّہ لے سکتے ہیں ماسوائے ایک حالت میں، کہ ہم ووٹ نہیں دے سکتے یہ ہے بنیادی چیز کہ اس لحاظ سے اگر ہم cease ہو گئے ہیں اس ہاؤس کے ممبر ہونے کی شکل میں، تو ہمارا privilege بھی ختم ہو چکا ہے اور ہم یہاں نہیں آ سکتے ہم بیٹھ نہیں سکتے، ہم بات نہیں کر سکتے اور اس معزز ایوان کی کارروائی میں حصّہ نہیں لے سکتے۔ بنیادی طور پر یہ نکتہ ہے اور اس کے ساتھ منسلک ہیں وہ resignations جو ہم سب نے دیئے ہیں یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ چند نے ابھی تک نہیں دیئے۔ بلکہ تمام کابینہ نے اپنے استعفے محترمہ وزیر اعظم کو دے دیئے ہیں۔ اب قانونی کیا حیثیت ہے۔ آپ بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں یہ صورت حال آپ کے سامنے رہی ہے اور رہے گی کہ اگر کوئی وزیر، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، تمام اس وقت کے لئے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیں تب بھی کچھ عرصہ کے لئے جو اس کی high authority ہوتی ہے۔ اسے وہ کہہ سکتی ہے کہ وہ اپنے عہدہ پر کام کرتا رہے تاوقتیکہ Final approval نہ آ جائے۔

یہاں صورت حال ہی کچھ مختلف ہے اور میں معزز رکن کے سامنے یہ چیز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دستور کو شعوری حیثیت میں پڑھیں اور اس کے اطلاق کو سمجھیں۔ یہ clear ہے (۳)۹۲ میں دو صورتیں دی گئی ہیں، ایک وہ ہے کہ وزراء اپنے استعفے صدر

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

مملکت کو پیش کر دیں وہ بھی وزیراعظم کی وساطت سے بھجوائے جاتے ہیں۔ جب صدر مملکت اس پر اپنی منظوری کی مہر تصدیق ثبت کر دیتے ہیں تو وہ اس وقت سے موثر ہو جاتے ہیں اور جب تک صدر ان کو منظور نہ کر لیں ان تک نہ پہنچیں وہ اس وقت تک قانونی حیثیت میں دستوری حیثیت میں استعفیٰ تصور ہی نہیں ہوتے اور تمام ہمارے ساتھی جو وزراء ہیں وہ بدستور اسی طریقہ سے ہیں دستوری ہیں قانونی ہیں ان کی حیثیت وہی ہے تا وقتیکہ صدر مملکت ان استعفوں کی منظوری notify نہ کر دیں۔ بات سیدھی سی ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔ یہ چوہدری صاحب بھی سمجھتے ہیں لیکن صرف issue بنانا چاہتے ہیں۔

اب بات دوسری ہے کہ آیا اس ہاؤس میں اس حالت میں جس میں ہم ہیں، ہم نے استعفیٰ وزیراعظم کو دیئے ہیں، وزیراعظم محترمہ جس وقت چاہیں گی وہ صدر مملکت کو پیش کریں گی اور جس وقت وہ منظور ہو جائیں گے اس لمحہ سے ہم جو قومی اسمبلی کے رکن ہیں اس ہاؤس کے ممبر ہونے کی حیثیت سے cease ہو جائیں گے۔ ہم participate نہیں کر سکیں گے، ہماری وہ privilege جو Article 57 کی طرف سے ہمیں دی گئی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ استعفوں کے منظور ہونے کے بعد کوئی بھی یہاں آئے اور اس معزز ایوان میں حصہ لے۔ بات سیدھی سی ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں، کوئی اس میں وضاحت کی اتنی ضرورت نہیں ہے۔

دوسری شکل یہ ہے کہ وہ استعفیٰ ابھی پیش نہیں ہوئے، ہم نے اپنی مرضی سے اپنی خوشی سے اپنا اعتماد پرائم منسٹر میں repose کیا ہے یہ ہمارا اخلاقی فرض تھا کوئی compulsion نہیں تھی۔ یہاں یہ فرماتے ہیں، نوکری کی بات اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کی بھی خواہش ہے۔ یہ بھی ایک صورت حال ہے۔ افسوس ہے یہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اس سے دعا کریں کہ جس کے مقدر میں ہوتا ہے جس وقت کے لئے لکھا ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی ذات کی بات ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ اس سے دعا کریں یہ نوکری کی بات کیوں کرتے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: خدا ہمیں اتنی ہمت نہ دے کہ ہم اپنی پارٹی سے بھاگ کر یوں کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اب دو تین issues انہوں نے اٹھائے ہیں۔ میں اس ضمن بھی، چونکہ چوہدری صاحب نے بڑی خوبصورتی سے یہ categorization کی ہے، بھاگے ہوئے، اس معزز ایوان سے مستعار لئے ہوئے، دوسرے alliances سے مستعار لئے ہوئے وزراء، یہ بڑی خوبصورت اور بڑی دلچسپ باتیں ہیں، یہ اخبارات کی سرخیوں کے لئے بہت بہتر ہیں۔ اخبارات بکنے کے لئے یہ مواد اچھا ہے۔ لیکن حقانیت اس کی کیا ہے؟ یہ آپ بھی جانتے ہیں۔ معزز اراکین بھی جانتے ہیں کہ defection clause بنیادی طور پر Fundamental rights کے بھی خلاف ہے اور آپ کو میں یاد دلانا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: But defection clause is not in issue.

اس پر کیا بات ہے جو آپ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ بھی issue تھا اب یہ شریف آدمیوں کی پگڑی اچھالنے کا جو فن انہوں نے اختیار کیا ہے، اسی طریقہ کار سے اس کا جواب آپ براہ کرم ٹھنڈے دل سے اور کھلے دل سے سنیں، ان میں دل گردہ ہونا چاہیئے یہ سنیں۔

جناب چیئرمین: میں عرض کر رہا ہوں کہ defection clause اور اس کی قانونی حیثیت کیا اور آیا وہ آئین کے مطابق ہے یا نہیں That is not in issue اس وقت تو بات صرف (3) Article 92 clause کی ہو رہی ہے اور اس پر آپ جو بھی کہنا چاہیں۔ مولانا صاحب بیٹھیں، آپ کو موقع دیں گے، بعد میں موقع دینگے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: مولانا صاحب تو صاحب دین ہیں، عالم دین ہیں ان کا تو دل گردہ بڑا مضبوط ہونا چاہیئے۔ ہم لوگ تو گنہگار ہیں اور دین سے محبت نہیں رکھتے۔ دوسرا پہلو اس کا، اب میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر admissibility جو ہے اس تحریک استحقاق کی، اس کے لئے کچھ قواعد ہیں اور وہ سینٹ کے رولز میں دیئے ہوئے ہیں۔ اس کے لئے کچھ چیزیں درکار ہیں۔ مثلاً یہ کہ

Not more than one question; question shall relate to a specific matter: the matter shall be such as requires the intervention of the Senate; the question shall not reflect on the personal conduct of the President.

اب آپ غور فرمائیں کہ resignation منظور کرنے ہیں صدر مملکت نے، استعفے دیئے ہیں۔

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

ہم نے، اور محترمہ بے نظیر بھٹو Prime Minister of Pakistan کو دیئے ہیں اس میں اب

Where is required the intervention of this honourable House?

ایک بات۔ جس کی میں صورت حال واضح کرنا چاہتا ہوں تا کہ یہ اس میں کوئی ambiguity نہ رہے اور صورت حال واضح ہو جائے اب بات یہ ہے کہ privilege breach کہاں ہوتی ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک privilege جو Constitution میں ان معزز اراکین ہاؤس کے مذکور ہو یا اس کے مطابق اس معزز ایوان کا استحقاق ہو، جس کو توڑا جا رہا ہو جس کے خلاف کام کیا جا رہا ہو۔ جس کی تضحیک کی جا رہی ہو جسے disobey کیا جا رہا ہو، جس کے خلاف باتیں ہو رہی ہیں اور جس کی authority اور dignity کو undermine کیا جا رہا ہو تو میری گزارش یہ ہے کہ وہ کون سی چیز ہے ہمارے بیٹھنے سے کہ اس معزز ایوان کے اراکین کی duties میں خلل آ رہا ہے یا وہ کون سا Constitutional provision ہے جس میں وہ right دیا گیا ہے اور ہم لوگ اس right کو infringe کر رہے ہیں۔ اس کے خلاف بات ہو رہی ہے یا اس کے متصادم ہم بیٹھے ہوئے ہیں ایک Constitutional right ہے یا privilege ہے جو ان اراکین کا ہے یا ہاؤس کا ہے جس کو ہم توڑ رہے ہیں، جس کی breach ہو رہی ہے وہ معزز رکن جس نے یہ تحریک استحقاق پیش کی اس کی نشاندہی انہوں نے نہیں فرمائی۔ دوسرا پہلو کہ وہ کون سا قانون ہے statute ہے جس میں خصوصی طور پر یہ استحقاق دیا گیا ہے اور وہ کونسی privilege اس ہاؤس کی ہے، یا ان معزز اراکین سینیٹ کی ہے جس پر ہم لوگ حملہ آور ہوئے ہیں یا جس کی breach کر رہے ہیں۔ یہ ایسے rights ہیں اب وہ کرنے First is the Constitutional second is the statutory تیسری بات ہے parliamentary duty سیدھی سی بات ہے مجھے معزز رکن کی کہیں بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ہمارے یہاں participate کرنے سے ان کی کون سی پارلیمانی ڈیوٹی میں خلل پڑا ہے کہاں intervene ہوا ہے کہاں ان کے کسی right پر ڈاکہ زنی ہوئی ہے، ہاں ایک بات ہے، وہ میں مانتا ہوں، ان کے جو جذبات ہیں۔ چونکہ ان کے جذبات ایک عرصہ سے ایک ہی رنگ کو دیکھنے کے قابل ہو چکے ہیں لہذا وہ مجبوری ہے ان کی کہ ہر بات میں کیڑے نکالنا ان کا فرض منصبی ہو چکا ہے، اور میں نے پہلے بھی ایک بات یہاں کی تھی اگر میں دوبارہ کروں تو آپ مجھے معاف فرمائیں

گے کہ ہمارے ہاں cases رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور جن مقدمات میں ہمیں گواہ نہیں ملتے وہاں ٹھکر کے گواہ ہوتے ہیں جو جہاں مقدمہ ہو، جہاں case ہو جہاں breach ہو، جہاں ایسی چیز ہو، وہاں وہ ٹھکہ کا گواہ کہتا ہے کہ میں گذر رہا تھا، میں سا تھ تھا میں ادھر تھا، میں ادھر تھا وہ گواہی کے لئے فوراً پہنچ جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے جی۔ اب یہ مسئلہ ٹھکر کے گواہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

ڈاکٹر نورجہاں پانیزئی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وزیر صاحب بتانا کیا چاہتے ہیں یہ کدھر جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

please avoid any statement which will bring the Members of this House into ridicule. Please avoid that.

ایسی بات نہ کریں، بازاری بات نہ کریں قانون کی بات آپ بڑی اچھی کر رہے ہیں وہ کریں

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں تو یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہاں بازاری باتیں ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: کوئی بھی نہ کرے۔

I would request the entire House to please maintain the dignity of the House.

آپ قانون کی صحیح بات کر رہے ہیں اس پہ بتائیں ایک تو آپ نے کہا ہے کہ کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوتا کوئی statutory right نہیں ہے وہ آپ نے صحیح کہا۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Legal, conventional, any parliamentary ty was not hindered.

جناب چیئرمین: اور دوسرا آپ نے یہ کہا کہ resignations جب تک صدر کو پہنچ نہ جائیں اسی وقت تک مکمل نہیں ہوتے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is my submission.

جناب چیئرمین: مجھے ایک دو چیزوں کی وضاحت کر دیں آپ یہ بتائیں کہ جو استعفیٰ آپ نے دیا تھا وہ صدر کو address کیا تھا کہ نہیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: We have to address to the President but we have given to the Prime Minister Sir.

Mr. Chairman: You did address it to the President.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Yes, there is no doubt about it.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب

Anything else you want to say?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ پوچھنا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین: میں طارق صاحب سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں جی فصیح صاحب۔

سید فصیح اقبال: میں فاضل وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل ۹۲ (۳) میں جو لکھا ہے کہ صدر صاحب کے پاس کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ وہ ان تک پہنچیں اس میں صرف 'address' کا ہے اور یہ معمول کا طریقہ ہے۔ اس میں کبھی یہ نہیں سمجھا جاتا ہے کہ وہاں خط پہنچے یہ طریقہ کار کہیں آئین میں نہیں ہے اس میں صرف یہ ہے کہ صرف صدر کو 'address' کریں اور جب انہوں نے دے دیا ہے تو یہ عبوری دور تو بہر حال انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ ان کو کہا گیا ہے کہ آپ اس وقت تک کام کریں جب تک ان کو کہا نہ جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میں ایک چھوٹی سی عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے استعفیٰ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

What I did myself, I addressed to the President. I gave to the honourable Prime Minister of Pakistan, Mohterma Benazir Bhutto.

اب یہ clarification مانگ رہے ہیں تو I have given myself آگے آپ جو فرمائیں۔

جناب چیئرمین: دوسرا یہ جو مسئلہ اٹھایا ہے محمد علی خان صاحب نے کہ

This is an important legal matter and if we require the assistance of the Attorney-General.

تو کیا ہوگا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: کیا جناب۔

جناب چیئرمین: یہ جو محمد علی خان صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر اس مسئلے پر اٹارنی جنرل کی امداد کی ضرورت ہو تو ہم کہاں جائیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ بھی Attorney General صاحب کو بلا سکتے ہیں۔

Mr. Chairman: No, I don't think so.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: My humble submission Sir . . . . .

جناب چیئرمین: آپ کی submission ٹھیک ہے،

But I don't think, we can do that.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میری عرض سنیں جی

Prima facie, you had admitted the privilege motion not beyond that he is still a Member to this honourable House.

Mr. Chairman: No, I disagree with you Dr. Sahib.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Until he is declared or confirmed by the Committee.

Mr. Chairman: Sorry, I disagree with you on that point. Tariq Sahib there is a clarification I want from you.

آپ Rule 61 کو دیکھیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ

"A member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing to the Secretary before the commencement of the sitting on the day the question is proposed to be raised." یہ آپ نے کر دیا ہے۔

"......If the question raised is based on a document, the notice shall be accompanied by the document or its copy indicating the specific breach of privilege of the Member or the House .... or"

وہ document جس پر آپ base کر رہے ہیں

that is the resignations of the Ministers

وہ کدھر ہے

and how can I proceed on this without that document.

جناب محمد طارق چوہدری: محترم چیئرمین documents کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں پر کوئی چیز مخفی ہو، ابہام میں ہو چھپی ہوئی ہو یہ چیز روز روشن کی طرح عیاں ہے، اخبارات میں آ چکی ہے میں بھی جانتا ہوں آپ بھی جانتے ہیں آپ اگر چاہیں تو میں ابھی جا کر آپ کو cutting دے سکتا ہوں وہ میں نے اس لئے نہیں دی کہ یہ ایک واضح چیز ہے جس کے لئے documents کی ضرورت نہیں ہے اور ابھی خود وزیر موصوف نے یہاں پر آپ کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ ہاں فی الواقع انہوں نے صدر کو address کرتے ہوئے استعفیٰ وزیراعظم کو دے دیئے تھے یہاں پر ابہام کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے خود دوسری پارٹی اس کی وضاحت کر چکی ہے کہ ہاں ہم نے استعفے دے دیئے ہوئے ہیں لہٰذا اس میں documents کی ضرورت ہی نہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ document کی ضرورت ہے تو میں ابھی لائبریری سے اخبار نکال کر آپ کے سامنے سارے رکھ دیتا ہوں۔

Mr. Chairman: You see, in this particular matter,. document is absolutely essential because we are construing a document.

کہ جی وہ وہ خط لکھا ہے اس کی نوعیت کیا ہے وہ استعفیٰ بنتا ہے کہ نہیں بنتا تو

in this particular case I would say that the document was necessary.

جناب محمد طارق چوہدری: محترم چیئرمین! میں صرف اتنی بات عرض کروں گا کہ ہمارا ایک ممبر آپ کے لئے خط لکھتا ہے فرض کریں یہی چھٹی کا مسئلہ ہے publicly وہ کہہ دیتا ہے یا اس ایوان میں آ کر وہ کہتا ہے کہ محترم چیئرمین میں نے دس نومبر کو آپ کے لئے ایک خط لکھا تھا اس خط کے بارے میں، وہ آپ تک نہیں پہنچا، میں اس خط کے بارے میں کوئی موشن، کوئی چیز یہاں پر لاتا ہوں کہ محکمہ ڈاک نے اپنے فرائض انجام نہیں دیئے تو آپ مجھ سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ جی وہ خط میں آپ کو provide کروں یا وہ document provide کروں جو وضاحت کرے کہ یہ document تھا جو آپ تک نہیں پہنچا دیکھیں دوسری پارٹی واضح طور پر اس بات کا اعتراف کر رہی ہے اور جناب استعفیٰ جو ہے وہ کوئی مشروط چیز نہیں ہوتی ہاں البتہ یہ تو ایک الگ issue اٹھ گیا کہ یہ وزیر نہیں رہے اور انہوں نے اعتراف کیا کہ آج سے مہینوں پہلے انہوں نے اپنا استعفیٰ وزیراعظم

کو دے دیا تھا اب یہ تو ایک اور نیا issue پیدا ہوگا یہ مستعفی ہو چکے کر وہ post office
جس کا یہ فرض ہے جس کی یہ ذمہ داری ہے کہ صدر تک وہ استعفیٰ پہنچائے وہ ایک الگ issue ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ ذمہ داری ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب یہ بھی تو نہیں لکھا کہ وہ نہ پہنچائے۔

Mr. Chairman: Mr. Ahmedmian Soomro, can you help us on this question.

Mr. Ahmedmian Soomro: Thank you Mr. Chairman, but I unfortunately would probably disagree with both the sides taking an impartial view.

First of all the question is of Article 92(3) which talks of resignations, there is no question of acceptance of the resignation but the resignation must reach the authority to whom it is addressed, the President is the authority, if for example, they have given their resignations which of course are to be sent to the President but I take the other view, if they had given their resignations addressed to the Prime Minister and put it to her hand that would not be considered as a resignation under Article 92(3).

We know the common practice Sir, that even during elections many candidates give their withdrawals in the hand of the arbitrator or whoever it is to be utilized when he deems fit, they are not considered as withdrawals from the candidature, therefore, here in the Senate we have to take a view as we have always been giving an independent view. The resignations have not reached the President, if they have reached the President *ipso facto* there is no question of their acceptance and they all cease to hold office but on account of party discipline or anything if they have placed their resignations addressed to the President as admitted by the honourable Minister, Dr. Sher Afgan in the hand of the Prime Minister they will not be deemed to be resignations under Article 92(3) until they have reached the President. Therefore, Sir, my humble opinion in this matter, unfortunately I disagree with my colleagues, is that this can not be treated as a resignation until it reaches the authority concerned which is the President. Thank you.

Mr. Chairman: Qazi Sahib do you want to say something?

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ جہاں تک دفعہ ۹۲ کا تعلق ہے یہ صحیح ہے جیسے کہ سومرو صاحب نے فرمایا کہ استعفیٰ منظور کرنے کا حق صدر کو ہے سوال یہ ہے کہ یہ استعفیٰ حکومت کے ایک حصے تک پہنچ چکے ہیں، پرائم منسٹر اسی حکومت کا ایک حصہ ہے اور اہم ترین حصہ ہے۔ صدر کے نام انہوں نے استعفے لکھے ہیں جس کا انہوں نے اعتراف کیا ہے تو یہاں پر بھی یہی کچھ کہا گیا ہے کہ صدر کے نام لکھے گئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے استعفےٰ لکھ کر بکس میں رکھ لیتے ہیں یا گھر میں رکھ لیتے ہیں تو پھر اس کا اجراء تو نہیں ہو گا لیکن اگر استعفیٰ لکھ کر گورنمنٹ کے ایک اہم ترین حصہ تک پہنچا دیتے ہیں جس کا نام پرائم منسٹر ہے اور انتظامیہ کی سربراہ وہی ہے تو اس وقت میں سمجھتا ہوں اس کا بہت کچھ اثر پڑے گا، اور ہوسکتا ہے کہ یہ اس وقت تک کام نہیں کریں گے معلق رہیں گے جب تک اس کا جواب نہ آجائے کہ آپ کا استعفیٰ منظور ہے یا نامنظور ہے میرے خیال میں اس صورت میں ذرا احتیاط ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: کوئی اور کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مولانا صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: میں اتنی گزارش کر رہا تھا کہ یہ مسئلہ بڑی توجہ طلب ہے صرف یہ نہیں ہے کہ ایک وزیر مستعفی ہو چکا ہے اور وہ اس ایوان میں نہ آئے اور اس کے آنے سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوگا۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ اگر وہ وزیر نہیں ہے تو وہ جو احکام نافذ کرتا ہے اور مختلف شعبے چلاتا ہے تو اس سے بھی اس ایوان کا استحقاق مجروح ہو سکتا ہے۔ وہ یہاں نہ بھی آئے، ملک کا کاروبار چلاتا رہے جب کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے اور مجاز نہیں ہے تو پھر بھی ایوان بالا کو اس کا نوٹس لینا ہوگا کہ غیر مجاز شخص کس طرح ملک کی administration کو چلا رہا ہے اس لحاظ سے بھی ایوان اس مسئلے پر غور فرمائے۔

جناب چیئرمین: جی لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا: جناب والا! میں نہ تو کوئی پارلیمانی امور کا ماہر قانون ہوں نہ ہی مجھے اتنا شعور اور تجربہ ہے کہ میں اس پر رائے زنی کرسکوں البتہ ترجمہ کرنا تو میٹرک ہی سے سکھا دیا گیا تھا آئین کے Article 92(3) میں استعفیٰ کا صدر تک پہنچنے کا یا پہنچانے کا یا ان کو موصول ہو جانے کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے وزراء ہوئے کرام جب

اپنے فرائض انجام دیتے ہیں ۔ اپنے منصب پر اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے جب بھی کوئی حکم دیتے ہیں تو اس پر صدر صاحب کی مہر ثبت ہونا اس حکم کے نافذ العمل ہونے کے لئے ضروری نہیں ہوتا ۔ کسی بھی حکم کی اجرائی کے لئے ان کے دستخط کافی سمجھے جاتے ہیں ۔ ان حالات میں

A Federal Minister or a Minister of State may by writing under his hand addressed to the President resigns his office.

اتنی سی بات ہے ۔ اپنے ہاتھ سے صدر صاحب کو مخاطب کر کے اپنے منصب سے استعفیٰ دے دے اب وہ استعفیٰ صدر صاحب کو پہنچنے کا کہیں تقاضا نہیں کیا گیا ہے پہنچانے کا کہیں "تقاضا نہیں کیا گیا ہے وزیر اعظم کے ذریعے سے پہنچانے کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے وہ ان کو دے دیں گے اور ان کو پہنچا دیں گی اس کا کہیں ذکر نہیں ہے صرف یہ ہے کہ وزیر صاحب جب یہ سمجھیں گے کہ وہ اس کام کو کرنے کے اہل نہیں ہیں یا نہیں کرنا چاہتے ہیں تو ۔

A Federal Minister or a Minister of State may by writing under his hand.

اپنے ہاتھ سے لکھا جانا اس کا ایک شرط ہے اور President صاحب کو مخاطب کرنا اس کی دوسری شرط ہے اور تیسری بات اس سے کوئی نکلتی نہیں ہے اس سے مترشح ہوتی نہیں ہے ان کا استعفیٰ دیا جانا سمجھا جائے گا اس کا اعتراف ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے اپنی زبان سے کر دیا ہے ۔ البتہ میں آپ سے اس بات پر متفق ہوں کہ privilege motion کی admissibility کا جہاں تک سوال ہے اس میں document کے متعلق آپ نے جو نشاندہی کی ہے اس میں میں آپ سے متفق ہوں کہ اس privilege motion کے ساتھ document کی support ضروری ہے لیکن اس حد تک اختلاف کرنے کی جسارت کرتا ہوں جہاں تک استعفیٰ کی نقول کا تعلق ہے تو وہ کسی کے لئے بھی ممکن نہیں ہے کہ وزیر صاحب سے استعفیٰ کی نقل طلب کریں یا استعفیٰ راستے میں کہیں ہو ۔ under transit ہو تو اس سے کہیں سے نقل حاصل کی جائے ۔ البتہ میں اپنے بھائی طارق چوہدری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا ان کو کسی بھی document سے اپنے اس privilege motion کو support کرنا چاہیئے اور وہ document ڈاکٹر شیر افگن صاحب

کی ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: انہوں نے کوئی document نہیں لگایا۔

جناب عالم علی لالیکا: جناب والا! اس کی ضرورت میں نہیں سمجھتا جبکہ وزیراعظم صاحبہ نے national press میں یہ اعلان کیا ہے کہ میرے سارے وزراء استعفے دے چکے ہیں۔ اگرچہ ڈاکومنٹ کی کمی اس میں موجود ہے لیکن ڈاکٹر شیر افگن کی تقریر کے بعد تو میں سمجھتا ہوں اخلاقی طور پر نہ قانونی طور پر میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں اخلاقی طور پر تو اس میں وہ تشنگی بھی باقی نہیں رہتی تاہم آپ کے مؤقف سے آپ کی suggestion سے میں اتفاق کرتا ہوتا ہوں اخبار کی جو cutting ہے وہ اس privilege motion کے ساتھ ہونی چاہیئے اور وہی ایک ایسا document ہے جو استعفےٰ کے معاملات میں ایک supporting document. ہوسکتا ہے

جناب چیئرمین: جی قاضی لطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جس طریقے سے آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ اس کی کوئی نقل ہونی یہ طریق کار کا تقاضا ہے کہ تحریک استحقاق تب منظور ہوگی کہ ان قواعد کے مطابق ہو لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے اگر اس کی کوئی مخالفت کرنے والا ہوتا اور آپ کو علم ہے اس وقت کسی نے مخالفت نہیں کی اس نے پیش کیا ہے اس پر بحث شروع ہوگئی ہے۔ کسی نے نہیں کہا کہ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، سرتاج عزیز صاحب۔

Mr. Sartaj Aziz: Sir, the basic issue before you in this privilege motion is whether the resignations submitted by the Ministers are effective or not? Because the burden of the privilege motion is that since they are entitled to participate in the proceedings of this House under Rule 57, by virtue of being Ministers.

Now, the resignation seems to have three stages. Article 92(3) gives the possibility to a Minister to resign his office and the procedure is by writing under his hand addressed to the president. So, the first stage is completed. They have submitted the resignation addressed to the president. The second is whether addressed implies that it must reach the President and the third is whether any acceptance is required? That I think, has been ruled out because the acceptance obviously is not implied here. So, now the issue is narrowed down to this specific issue what is the implication of the

word by writing under his hand that is completed addressed to the President. Whether the application is just being addressed and submitted to anyone-Prime Minister or even the cabinet Secretary is adequate or address implies that it must reach the President? This is an important legal point and it is not necessary only for this but for other future traditions also and my suggestion, Mr. Chairman, would be that since the Attorney-General cannot, under your ruling, appear, he may be asked to furnish a legal opinion on this matter in writing to the Chairman so that the determination whether or not they are Ministers in this case in the light of this Article can be sustained?

Mr. Chairman: Mr. Ahmedmian Soomro:

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I would give an example supposing I address my resignation to you and put it in my pocket, what would happen? Does it mean it that I have resigned?. It must reach the authority.

Mr. Chairman: Mr. Basheer Ahmed Matta.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Sir, this was precisely the point that I wanted to clarify. The point is Sir, as Senator Mr. Ahmedmian Soomro has said, if a clerk or anybody for that; matter writes a resignation and then tears it off then that resignation will beinfructuous. But, I feel Sir, that the case becomes different if Ministers of the Federal Government resign and they make the matter public. If a resignation is written in camera and it is not made public, nobody would know whether a resignation has been made or not. But wherever a resignation is made public, Sir, particularly in case of such important personages of State, then it should be considered to have been consumated. Sir, I would give you an example in a negative way. If a Minister does not want to work with the government and he resigns, but the President does not accept his resignation, then what will happen, Sir? Then the Ministry which he was in charge will not be functional simply because the Minister will not be wanting to function and the President will not be wanting to accept his resignation. Therefore, in case of high dignitaries, when the resignation is indicated it should be deemed to have been consumated. You cannot force a person to work in a high public office where he does not want to work. So, the technical point is that when such a resignation is made public it should be deemed to be a full resignation. You cannot deny it simply because it has not reached its destination. Laws are silent on these matters because these are so manifest that they do not need to be amplified. For instance, Sir, if you give a commission to one of the officers of this Senate it means that commission will be carried out. Here the intention is clear, it has been made public, and these Ministers are

Mr. Basheer Ahmad Mutta

public people. It is another matter that they now want to revoke their resignation or the President does not want to accept it or, there is a re-appointment of a Minister. That is altogether another thing but it does not mean that they have not once resigned. There is also a political aspect to it, Sir. If a Minister resigns or the whole cabinet resigns and the decision in the matter is kept in abeyance for a long time, then the efficacy of the cabinet is seriously affected because people do not know whether these Ministers will remain in place, and the authority of the Ministers is not that effective as it should be. So, a reasonable time, I think, is necessary within which decision on such resignations must be made. These were the points which I wanted to speak out in all fairness and without any prejudice.

Mr. Chairman: Mr. Aitzaz Ahsan there are two points on which I would be grateful for your assistance. No. 1, what is the meaning of the words 'addressed to the President', and No. 2, is acceptance necessary? Because in high offices, for example, Judges have been given the right to resign, the President has the right to resign, I think, the Chairman Senate has the right to resign, and is the resignation complete when they address it or does it have to be accepted in the context of these high offices.

Mr. Aitzaz Ahsan: In the context of these high offices, Mr. Chairman, I personally feel that there is no provision for acceptance or rejection. It is a personal thing. A Minister may feel that he does not want to continue, there can be no compulsion implied or implicit through a process of acceptance or rejection.

On the question of the resignation being addressed, with great respect, Mr. Chairman, I think that in the House two issues have been confused and they have been convoluted and they have been mixed up all the time. One is the political issue, the moral issue and the other is the legal and constitutional issue. The political and moral issue is and that must be stated quite clearly on the floor of this House, Mr. Chairman, that the resignations were given to the Prime Minister to show complete confidence and solidarity and unison by all her colleagues in the Prime Minister. The resignations state that these are being submitted, each one, to show confidence, to repose full confidence in the Prime Minister, to give her a blank cheque to put ourselves in a way in her hands in terms of continuance of our office. She has seen our performance, she has seen the performance of all the Ministers over the year and every one felt that she must be given the right to decide whether any one of us should continue in the office or not. So, the purpose of the resignations was to show confidence.

Mr. Chairman: But is the purpose relevant? Supposing somebody says 'I want to resign', whatever be the purpose.

Mr. Aitzaz Ahsan: I will just submit why.

Mr. Chairman: That is clear.

(Interruptions)

Mr. Chairman: You see, the purpose may be good, the purpose may be bad but the question we are examining is, supposing somebody says, addressed to the President, I hereby resign. The purpose may be to repose confidence, the purpose may be, he is not feeling well, the purpose may be he wants to do work in his constituency.

Mr. Aitzaz Ahsan: That I will come to later.

Mr. Chairman: Please come to that.

Mr. Aitzaz Ahsan: That is legal and constitutional. What happened in this debate is that the two issues have been mixed up. That is why I am taking one and then the other. Whatever the purpose, if you resign and the letter of resignation reaches the President, the resignation must take effect, according to my opinion, upon its transmission to the President of Pakistan. Now, as I said, the political purpose was to show solidarity with the prime Minister.

Mr. Chairman: That is clear. I will be grateful for your comments on the legal aspect.

Mr. Aitzaz Ahsan: The legal aspect, I think I had made a note of this but Mr. Ahmedmian Soomro has pin-pointed the issue. It is easy for Mr. Laleka to read and say: "A Federal Minister or Minister of state may, by writing under his hand addressed to the President, resign his office..

The important thing is : "addressed, not just writing but'addressed,. It implies transmission because supposing I write now, before all of you a resignation if you want and put it in my pocket and I go out and tear it. Supposing it does not reach the President. I am prepared,, Mr. Chairman, to write the entire thing here before everybody addressed to the President and put it in my pocket and come back in the Senate tomorrow; what would be the situation?

Mr. Chairman: would you then say that intention is relevant in some way.

Mr. Aitzaz Ahsan: The intention can be implied from the conduct. There are two aspects of it No. 1 is the writing and No. 2, is the 'transmission'. There is not a question of acceptance but if I am establishing why the transmission has not taken place-that other important factor, the mere writing is not enough. There has to be a transmission. There can be a transmission as has happened in the past when a resignation was sent to the Speaker in 1985 Assembly in the Punjab and the member later on, because there is a similar provision, said I have not resigned. This was corrected, I was forced to write it, which is not what my colleagues are saying here. we did it voluntarily and willingly for a purpose but in 1985 a member was forced to resign. There was transmission but he could adequately prove in court that this was not his writing volunatarily made and, therefore, the resignation was not given effect to. But the important thing to note is that No. 1, is the writing addressed to the President and No. 2 the transmission. So transmission is important and without transmission regardless of whether I keep the resignation in a cupboard, in a safe, in a locker or I leave it with my friend Mr. Javed Jabbar telling him, "please do not send it to the President unless I ring you up "or I leave it with you Mr. Chairman and I say "please, please, as a trust hold it, do not pass on until I sa so".

Mr. Chairman: Do not give it to Mr. Javed Jabbar, he will send it immediately.

Mr. Aitzaz Ahsan: He is welcome. Finally, Mr. Chairman, a word on the Attorney General.

Mr. Chairman: No. No. Forget it. We have decided that matter.

(Interruptions)

Mr. Chairman: Only on this question I would like to know further. Supposing a person who is a Minister or a Judge has the intention to resign and he writes a letter addressed to the President and as Mr. Basheer has said it is made public also. He has the intention and it is made public, then what is the position. Would he be able to say I have signed this letter and from tomorrow onwards I do not want to work or he has to wait for its transmission to the President..

Mr. Aitzaz Ahsan: You must determine the intention from not just one act but from the totality of acts.

Mr. Chairman: What I am saying is just take a clear case. He wants to resign.

Mr. Aitzaz Ahsan: There is the Latin maxim of which Mr. Chairman, you are so well aware *of-actus exterio indicant interious intention.* Now interior intention-not just of the Interior Minister but the intention in the mind is to be indicated from the actions and from the over all actions not just one writing. Here the writing is submitted to the Prime Minister Here it cannot be said that that point in time or those combination of circumstances have arrived where it is a resignation. That is why I explained the background. It is a reposing of confidence in the Prime Minister.

Mr Chairman: What I am saying is that there could be one situation where somebody has to determine the intention. There all this is relevant-the external circumstances but where somebody wants to resign, (there is no question of somebody determining, he wants to resign, let us say a Judge or a Minister) and he writes a letter addressed to the President and he makes it public, what will be the situation. Supposing he writes today and he makes it public, he puts it in the post it may take a day or so to reach the President; what is the status of that person at that moment of time. He wants to resign, there is no question of determining. The intention is clear he does not want to work any more.

Mr. Aitzaz Ahsan: In that case the person would from the point of writing not continue in the office and would voluntarily remove himself from that office. Obviously he would and I think whether it is transmitted or not or it takes two days or three days the person would not continue in the office. In case he continues then the intention to be determined from the conduct and the act is that if he continues and waits for a report from the President or the presidency saying:

"جی آپ کا ہمیں خط مل گیا، استعفیٰ مل گیا۔ بہت شکریہ آپ کا۔"

just a telephone call; if he waits for those three days then obviously he wants to continue until the point of transmission otherwise if he has resigned or wants to resign and that is all, that is a decision. If that decision is a rejection at decision, there you reject the government and say I am walking out Prime Minister, I am not with you. Here this decision is not a rejectionist decision.

Mr. Chairman: No, how would you put it in legal terms. Would you say, therefore, that there should be an intention to immediately resign?

Mr. Aitzaz Ahsan: There must be.

Mr. Chairman: So, intention has-something to do with this kind of resignation.

Mr. Aitzaz Ahsan: And the intention must be determined from the circumstances, from the overall conduct.

Mr. Chairman: No. Circumstances would be relevant if some other agency has to determine but in a case as I put it to you where the man wants to resign, there is no question of somebody saying I am trying to determine externally, he says he wants to resign, he signs the paper, he makes it public and he walks out.

Mr. Aitzaz Ahsan: It would be determined from the circumstances obviously. It would be determined.

Mr. Chairman: So that would be effective immediately?

Mr. Aitzaz Ahsan: Legally no, there is again that. Technically, legally the point of effectiveness is the point when it actually reaches the president. Supposing it reaches four days later and this man has walked out, he says I am not in the office any more. But two days later somebody comes and says Mr. Minister, he (the Minister) says no, I am not Minister I have resigned, but Mr. Minister I was going to die unless you sign this, please sign it today I will be dead and out of compassion having made up his mind legally, from the constitutional point of view the point of receipt by the President is important but he may have in his mind rejected the **Cabinet** position or the office. Now this man comes in intervening period and says please sign it. "میں مر گیا میری پنشن ختم ہو گئی" Whatever, and out of compassion he signs, the signature is valid regardless of what is in his mind because the resignation has not been received at the other end however what is in his mind is the rejection of the government, of the party, he will walk out.

Mr. Chairman: No, not rejection, resignation.

Mr. Aitzaz Ahsan: Even resignation.

Mr. Chairman: He is very happy with the party, very happy with the government but there are fields in his area which need to be looked after, he wants to resign.

Mr. Aitzaz Ahsan: But then he will wait. There will be three four circumstances Mr. Chairman,. One is a resignation where a person just walks out. Now there he will not even probably wait to sign it, he will go to the press first and say I have resigned and this has happened. The second is

where ;he has other pressing engagements, he goes to the Prime Minster and says permit me to resign and the Prime Minister, let us say, agrees or does not and says please continue for a little while. He says no I want to resign, I will sign, I am sending it to the President, the Prime Minister may ask that person to continue for two three days and that continuance is valid. The third is that for a purpose which is not rejectioinist of the policy of the party in power but in fact is supportive of that. The Ministers say, 'A, or ten or all that look Prime Minister we want to give you a free hand, we want to support you, we will work for you , we are working for you, they are all working for her, for the government. They are saying we want to work for you (Prime Minister) so that they are continuing to perform duties of their office and they will continue to perform the duties of their offices. But they want to say to her that look we want to give you a free hand. A long as I am Interior Minister, as long as Mr. Leghari is Water and Power's Minister or Mr.Kazmi is Health minister we will continue to work but you (Prime Minister) must have a free hand. Let there be no constraint upon you, we are working, it is not a rejection- Ist position. If it was a rejectionist position,our intention would be clear from the over all circumstances, some other person who did that would walk out and there the resignation technically, legally would still take place at the time when it is transmitted to the President but the person may decide to break off prior to two three days before that and move out. So, here there is no ;problem. Politically and morally we are on sound ground because our position is, we has reposed confidence in the Prime Minister and given her a free hand, we will serve her government in our respective Ministries as long as she wants it and on that day She wants to change us or wants to have some other people inducted in our place, we have given ;here the free choice and we have full confidence as a cabinet, and as a team in her.

Mr. Chairman: there is no dispute on that.

Mr. Aitzaz Ahsan: The second is the legal aspect. The legal aspect Mr. Chairman, is quite clear and I endorse, I adopt the illustration in the extreme given by Mr. Ahmedmian Soomro because sometimes illustration in the extreme illustrate the point ' beautifully. He said he has written the resignation and put it in his pocket. It is like I wrote a letter to my friend and put it in my pocket.

Mr. Chairman: No, it appears to me that intention is relevant. If a person let us say, as you rightly said acceptance is not Necessary. Supposing a Minister signs a letter addressed to the President with the intention that

[Mr. Chairman]

he does not want to work any more, it takes effect immediately. Supposing the Minister addresses a letter to the President with the intention that it is contingent upon the Prime Minister sending it to the President situation may be different but how would you put it in legal terms? It appears to me that this is a relevant factor.

Mr. Aitza Ahsan: No Mr. Chairman,, with great respect I submit the receipt by the President is in any case necessary because I have given you an example I say I resign, I walk out.

Mr. Chairman: No. No. That is a simple "resign". I am talking of situation where you resign because in that situation you don't have the intention to resign you go out, you tear it up.

Mr. Aitzaz Ahsan: No. No. I say I have resigned, I send it off to the President, I post it, it reaches him two days later. Now legally, technically I have gone home I am sulking there, I have nothing to do with the government and somebody comes to me and says look here I am dying, the file was before you it is going to come and what have you done, I am going to be hanged, there is a sentence of execution on me; you are interior Minister please please save me. Now it has not been received, politically I should not sign, morally I should not because I have walked out but from the eyes of the law from the court would that signature after I have walked out, after I have my resignation, it has not been received, I out of compassion feel oh! my God this man is going to die, he is going to be hanged, he has got children whatever else and I sign on the petition and he get relief. Unit the letter is received by the President whatever the period long or short in transmission of may signature although I have signed it with the intention of resigning and walked out, politically, morally I should not sign a file after that but legally, constitutionally if it goes to the court of law and it is established through the recorded of the Presidency that the letter was written on the 21st, received on the 24th and in the meantime I had granted relief on the 23rd, the relief will be valid.

Mr. Chairman: Would you agree with; me when I say that then this depends on the circumstances of each case. in the instant case as you have put it the intention was that this should be given to the prime minister to repose confidence and the intention was that it would only become effective when it is transmitted to the President?

Mr. Aitzaz Ahsan: Absolutely.

جناب چیئرمین : پہلے سرتاج عزیز صاحب کو سن لیں پھر آپ (طارق چوہدری) کو بھی موقع دیں گے ۔ جی سرتاج عزیز صاحب ۔

Mr. Sartaj Aziz: Sir, there are two additional points one is that in this case there is a difference between putting in the pocket and this situation because it goes to the Prime Minister and it is made public. If for one month the Prime Minister does not communicate all this to the President then I think the provision of Article 46 also becomes relevant which says: : "It shall be the duty of the Prime Minister-

(a) to communicate to the President all decision of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Federation.....and

(b) to furnish such information relating to the administration of the affairs of the Federation..........."

because one month has passed and this information has not been communicated to the President

جناب چیئرمین : جی جناب طارق چوہدری صاحب ۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین ! جب یہ ہمارا Session call کیا جاتا ہے تو ہمیں سمن بھیجا جاتا ہے اور وہ سمن ہمارے لئے اطلاع ہوتی ہے کہ ہم اجلاس میں شریک ہوں ۔ لیکن اگر آپ اچانک اجلاس طلب کرتے ہیں اور اخبارات اور ٹی وی کے ذریعے سے آپ اس کی اطلاع دے دیتے ہیں ، تو وہ میرے لئے سمن ہوتا ہے اور میرے لئے فروری ہے کہ میں اس کے بعد اجلاس میں شریک ہو جاؤں یعنی وہ particular لکھا ہوا ہمارے آفس کا سمن ضروری نہیں ہے جب آپ نے اس کی اطلاع دے دی تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ ممبروں کو سمن کر لیا گیا ہے ۔ یہ عام practice ہے ۔ اب دوسری چیز یہ ہے کہ استعفوں کے بارے میں پاکٹ والی بات انہوں نے کی ہے ۔ فرض کریں جناب چیئرمین میں یہاں استعفیٰ لکھتا ہوں ۔ میں نے اگر استعفیٰ مروت صاحب (ڈپٹی سیکرٹری) کو یا سیکرٹری صاحب کو پکڑا دیا ۔ چیئرمین سینیٹ کے نام میں نے استعفیٰ لکھا ۔ میں نے وہ استعفیٰ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے سیکرٹری صاحب کو پہنچا دیا اور واپس آ کر میں نے اسی مائک کو آن کیا اور میں نے چیئرمین سے کہا کہ جناب میں تو مستعفی ہو کر جا رہا ہوں ۔ میں باہر نکل گیا ۔ اب یہ مروت صاحب

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

جب اٹھے تو انہوں نے وہ کاغذ نیچے پھینک دیا۔ وہ کاغذ آپ تک نہیں پہنچا۔ میں نے بھی کہہ دیا کہ میں نے استعفیٰ دے دیا ہے' مروّت صاحب نے بھی مان لیا کہ استعفیٰ میرے پاس پہنچا تھا تو کیا میں ممبر ہوں ؟ جناب انہوں نے یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے استعفیٰ لکھا اور صدر کو ایڈریس کر دیا وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ ہاں میرے پاس استعفیٰ پہنچ چکا ہے۔ سیکرٹری سینیٹ نے اعلان کر دیا کہ ہاں میرے پاس استعفیٰ پہنچ چکا ہے، انہوں نے کہہ دیا کہ میں نے استعفیٰ دے دیا ہے تو اس کے بعد بھی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی استعفیٰ نہیں ہوا ؟ کیونکہ آئین میں اگر یہ بات ضروری ہوتی اس کی منظوری کی تو ایک جملہ بلکہ ایک لفظ acceptance کا اضافہ پورے ہاؤس کے لئے پورے ایوان کے لئے کوئی بوجھ نہیں تھا وہ یہ جملہ لکھا سکتے تھے یعنی اس استعفیٰ کی پوزیشن وہ نہیں ہے کہ میں نے یہ لکھا ہے اپنی جیب میں ڈال لیا ہے کہ میں بعد میں سوچ کر آپ کو دوں گا، اس کا کوئی تعلق یا relevancy بنتی نہیں ہے، لیکن اگر میں نے آپ کے سیکرٹری کو استعفیٰ اپنا پہنچا دیا ہے سیکرٹری نے آپ تک نہیں پہنچایا اور میں اعلان بھی کر چکا ہوں کہ میں نے استعفیٰ دے دیا ہے تو یہ دونوں بالکل مختلف صورتیں ہو جائیں گی' اب اگر سومرو صاحب نے pocket کا نام لے دیا ہے تو پوری کیبنٹ اس pocket میں تو نہ اپنی پناہ لے۔

دوسری میری یہ درخواست ہے کہ ہمارے وزیر داخلہ ماشاء اللہ وہ بیرسٹر بھی ہیں، ان سے میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ انہوں نے قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں اجنبی کے بارے میں جو definition دی تھی اگر وہ میرے لئے اس ایوان کے سامنے دوبارہ دہرا دیں تو آپ کے لئے بھی سہولت ہو گی اور ہمارے لئے بھی سہولت ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ ! جتوئی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں صرف اتنی سی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو بحث ہو رہی ہے اس کا ایک پہلو ہے ٹیکنیکل + ٹیکنیکلی صحیح بات تھی کہ پرائم منسٹر صاحبہ کو استعفے ملے اور انہوں نے آگے پاس کرنے تھے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ یہاں پر جو بڑی چیز ہے وہ ہے اخلاقی ذمہ داری۔

(مداخلت)

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جس دن سے آپ نے استعفیٰ دے کر intention clear کر دیا اور آپ نے کسی بھی طرح سے کیا confidence ظاہر کرنے کے لیے ہی کیا آپ نے کہا ٹھیک ہے ہم آپ پر confidence کرنے کے لئے آپ کو استعفے دے رہے ہیں لیکن آیا اس دن سے morally آپ اپنے آپ کو FIT سمجھتے ہیں کہ آپ اسی منصب پہ کام کرتے رہیں، اور آپ کام کرتے رہے، یہ چیز جو ہے یہ دیکھنے کی ہے، دراصل ہمارے ان دوستوں میں یہ اخلاقی جرأت ہونی چاہیئے کہ یہ مانتے ہوئے ان offices میں کام کرنا بند کریں یا پرائم منسٹر صاحبہ کو دوبارہ request کی جائے کہ انہی منسٹر صاحبان کو دوبارہ oath دلا دیں، اس میں کوئی دو پہلو نہیں ہیں اس میں clear intention ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ شکریہ۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! بنیادی چیز میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک اس کے defence کا تعلق ہے تو حدیث مبارکہ بھی ہے کہ الاعمال بالنیات عملوں کا دارومدار نیتوں پہ ہے اور اس کی مثال میں تاریخ اسلامیہ سے اس طرح دے سکتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب چار افراد نے قتل کرنے کی دھمکی دی بُری زبان استعمال کی تو آپ کے ساتھ چند اشخاص تھے جنہوں نے کہا کہ ہم انہیں قتل کر دیں گے تو آپ نے انہیں اجازت اس بنیاد پر نہیں دی کہ تاوقتیکہ کہ وہ مجھے قتل نہ کریں وہ جرم کے مرتکب نہیں ہوئے اس کی مثال میں ایک اور دینا چاہتا ہوں کہ intention جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں کہ intention کیا ہے کہ اگر intention کے ساتھ they are deemed to be out of the offices تو intention دو حقائق پہ مبنی رہتی ہے ingredients اس کے دو ہیں design ہے purpose ہے اور دوسرا act ہے، جب act بنتا ہے تو وہ fact بنتا ہے، یہ question of fact نہیں ہے question of law ہے جو چوہدری صاحب بار، کر رہے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ فرماتے ہیں کہ provision of the constitution میں یہ بات نہیں رکھی گئی کہ acceptance ہو، تو میں عرض کرتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ broad based provision ہے اس میں clear ہے بات کہ وہ acceptance یا rejection دونوں ہو سکتی ہیں لہٰذا یہ عمومی طور پر ہوتا ہے کہ ایک وزیر اعظم نے یا وزیر نے یا کسی نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا وہ on protest

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

ہو سکتا ہے کسی وجہ سے ہو سکتا ہے اور اس کو accept یا reject کرنا اس اتھارٹی کا کام ہے .....

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کی پہلے بات سن لیں پھر آپ کو موقع دیتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ بات اگر مجھے کرنے دیں تو ....

جناب چیئرمین: نہیں نہیں، آپ بات اپنی مکمل کر لیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ روزانہ کی بات ہے۔ پارٹیوں میں ایسے بھی عہدیدار ہوتے ہیں جو executives کے ممبر ہوتے ہیں یا office bearers ہوتے ہیں وہ استعفے دے دیتے ہیں اور جو استعفے لینے والے ہوتے ہیں یا جن کی صوابدید ہوتی ہے وہ انہی افراد کو کہتے ہیں کہ آپ کام کرتے رہیں اور اس وقت تک جب تک کہ فیصلہ نہ ہو جائے آپ کی acceptance یا rejection کا اس provision میں یہ بنیادی چیز ہے کہ جو استعفیٰ صدر تک پہنچ جائے گا تو صدر اس کو accept یا reject جو صورت حال ہو تو تب یہ fact بنے گا کیونکہ ابھی تک یہ fact کی حالت میں نہیں ہے لہٰذا یہ اعتراض ہی مہمل ہے فضول ہے دوسری بات جو پوچھ رہے تھے۔ جتوئی صاحب نے بڑی سادہ سی بات کی ہے، کیا اخلاقی طور پر یہ وزراء یہ تصور کرتے ہیں کہ جس دن سے انہوں نے استعفے بھیج دیئے ہیں، اب اس آفس میں رہنا ان کے اخلاقیات میں کہاں تک بنتا ہے، وہ جو فرض ادا کر رہے ہیں کیا محسوس کرتے ہیں کہ صحیح کر رہے ہیں یا اخلاقی طور پر وہ پھانک رہے ہیں، دیوالیہ ہیں، مطلب اس کا یہ ہے۔ اگر ان میں حقیقت ہوتی کہ تاوقتیکہ محترمہ جب بہتر تصور کرے گی ان کو صدر کے پاس بھیجے گی۔ وہ accept ہو جائیں گے تو اس کے بعد اخلاقی قدریں اجاگر ہوتی ہیں، اخلاقی قدروں کا اطلاق ہوتا ہے۔ پھر کام کرنے کی جرأت بھی کوئی نہیں کرے گا جب ہوگا نہیں تو وہ کیسے کرے گا۔ اب article 46 کا سہارا جو انہوں نے لیا ہے تو اس پر آپ توقع رکھیں کہ دستوری مقتضیات کو مدنظر رکھنے کے لئے محترمہ اور تمام گورنمنٹ تیار ہے اور ہم ہر وقت کوشش کر رہے ہیں کہ دستوری صورت حال کے ساتھ چلیں تو اس پر بھی اگر انتظار کر لیں تو یقینی طور پر محترمہ جس وقت مناسب سمجھیں گی وہ استعفے صدر مملکت کو بھیجیں گی اور صدر مملکت جب انہیں accept کر لیں گے

تووہ آپ کے سامنے بھی آجائے گا اس دن سے یہ وزراء اپنا کام بند کر دیں گے ، اگر یہ دوبارہ oath لیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

If the thing has not crystalized in the form of a fact it is a question of fact.

اگر قانون کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو

Therefore,it should not be considered at all. It was not an issue to be debated on the floor because it has not happened. Design does not constitute an act or fact.

اس میں act کی گنجائش ہے اور یہی حدیث مبارکہ ہے اس میں clear ہے 'عمل تب مکمل ہوگا جب نیت اور فعل دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ملیں گے اور حقیقت بنیں گے۔ جب وہ حقیقت ہی نہیں بنی تو کون سی یہ بات بنتی ہے۔

The Ministers has resigned that is the point.

جناب چیئرمین: شکریہ جی ۔ جی جناب وردگ صاحب ۔ وردگ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب آصف فصیح الدین وردگ : جی میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب چیئرمین ! ابھی گرامی قدر وزیر شیر افگن صاحب نے یہ فرمایا کہ اس کی نیت میں اور فعل میں ...... تو کیا وہ نیتاً استعفیٰ دے چکے ہیں اور اپنے فعل کے لحاظ سے وہ وزیر ہیں ، اس بات کی میں وضاحت چاہوں گا کیونکہ یہ بات record میں آجائے ۔

جناب چیئرمین: اچھا جی ، وردگ صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: Purely legally speaking in this case the relevant facts are:-

Whether a resignation was written out or not, it was signed or not, it was addressed to the President or not, it was sent to the President or not and whether it was finally communicated to the President or not?

It is an admitted fact that the resignation was written by the relevant Ministers; it is admitted that it was signed by them; it is admitted that it was addressed to the President. It is admitted that it was sent to the Prime Minister for passing it on to the President. It was communicated to the President through the press by the Prime Minister as well as by the

[Mr. Asif Fasihuddin Vardag] -

Ministers themselves. So, the factum of the communication to the President is also complete, and insofar as asking them to continue in office by the Prime Minister is concerned, she is simply not authorized to do so. Once the resignation has been communicated to the President unless she appoints them afresh and gets them sworn afresh. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Ahmedmian Soomro, you wanted to say something.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I was talking on the point of the cabinets joint responsibility. An honourable full Minister and a very learned lawyer has said that question of acceptance does not arise, whereas Dr. Sher Afgan has stressed that the question of acceptance arises.

Mr. Chairman: We will accept the verdict of the full Minister.

اگر آپ میں اختلاف ہے تو پھر میں کیا کروں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ حقائق کی بات کریں۔

جناب چیئرمین: اگر حقائق کی بات ہو اور وزیر مملکت کہے کہ یہ بات ہے اور وزیر کہے یہ بات ہے تو میں کیا کروں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ حقائق پر کریں جو حقیقی بات ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب اگر حقائق میں اختلاف ہو تو میں کس کی بات مانوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اختلاف نہیں بات سیدھی ہے۔

Mr. Chairman: Then I should determine as to who is right?

Dr. Sher Afgan Khan Niaz: I am right, Sir.

Mr. Chairman: No.

جی محمود منٹو صاحب، آپ بھی کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

جناب محمود احمد منٹو: جناب والا! یہ جو بحث ہو رہی ہے اس میں محترم وزیر داخلہ صاحب نے ایک بات تو مانی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ قانونی طور پر جب استعفیٰ دے دیا جاتا ہے تو وہ effective ہو جاتا ہے،

as far as the Ministers are concerned.

اب اس میں دیکھنے والی باتیں دو ہیں ایک سومرو صاحب نے بات نکالی ہے جیب والی میں نہیں جانتا کہ ان کی جیب کتنی بڑی ہے مگر بہرحال جیب والی بات ہے کہ استعفیٰ لکھ کر جیب میں ڈال لیں، یہ کہنا میرا خیال ہے بالکل غلط ہے اس لئے کہ یہ یہاں apply ہی نہیں کرتا کسی شخص نے resignation دے کر اپنی جیب میں نہیں ڈالا ہمارے دوست جاوید جبار صاحب کا بار بار نام لیا جاتا ہے ان کی جیب میں ڈال دیا ان کی جیب میں بھی نہیں ڈالا کسی کی جیب میں نہیں ڈالا بلکہ اس الم نشرح اس کو کہا ہے ریڈیو پر اور ٹی وی پر اعلان کئے ہیں، اخباروں میں چھپوایا ہے کہ ہم نے resignations دے دیئے ہیں۔ اب یہ سوچنا کہ کیوں کہ یہ وزیراعظم صاحبہ کے ہاتھ میں دیئے گئے ہیں اس واسطے وہ submit نہیں ہوئے یہ strange ہے address ہوا ہے خود مانتے ہیں۔

The fact is admitted that this has been addressed to the President, simply given to the Prime Minister.

کیوں کہ وہ ان کی سب سے بڑی منسٹر ہیں اور یہ ان کو responsible ہیں اس واسطے ان کے ہاتھ میں استعفے دے دیئے گئے کہ آپ صدر صاحب کو پہنچا دیں۔ اب صدر صاحب کے متعلق یہ سوچنا کہ ان کو ان resignations کا پتہ نہیں لگا اگر ہمیں یا بازار میں لوگوں کو یہ پتہ لگ جاتا ہے جن کو سنانے کا مقصد تھا دراصل کہ ہم نے resign tion دیئے ہیں ہم نے یہ کیا ہے وہ کیا ہے تو صدر صاحب کو اس کا پتہ نہیں ہے کہ یہ

addressed to me these resignations are lying with the Prime Minister.

یہ نہیں ہم جانتے کہ انہوں نے آگے بھیجے ہیں یا نہیں بھیجے اگر نہیں بھیجے تو انہوں نے غلطی کی ہے and she neglected her duty. کہ یہ resignations آتے ہیں جو addressed ہیں صدر کو لیکن وہ اپنی جیب میں ڈال کر یا اپنے ڈیسک میں رکھ کر بیٹھ جاتی ہیں آگے نہیں بھیجتیں مگر ان کی transmission complete ہو چکی ہے۔ اس لئے complete ہو چکی ہے کہ ان وزراء صاحبان نے خود یہ علی الاعلان کہا ہے پریس کے ذریعے بھی ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے بھی کہ ہم نے یہ استعفے دے دیئے ہیں اور وزیراعظم صاحبہ نے بھی کہہ دیا ہے کہ یہ resignations ہیں اور تمام منسٹروں نے

[Mr. Mahmmud Ahmed Minto]

resignations دے دیئے ہیں اب دوسرا سوال جو اس میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کہیں کہ یہ resignations جب تک accept نہیں ہو جائیں گے اس وقت تک یہ effective نہیں ہوں گے اس کے لئے جناب چیئرمین ! یہ دیکھنا پڑے گا کہ آیا کہیں کوئی provision ہے آئین میں acceptance کی ۔

جناب چیئرمین: نہیں اس پر تو I think, there is a consensus کہ acceptance ضروری نہیں ہے اعتزاز صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں سومرو صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں ۔

جناب محمود احمد منٹو: acceptance alright ضروری نہیں ہے میں اس سے ایک قدم آگے جاتا ہوں کہیں آئین میں یہ ہے کہ صدر صاحب کو کوئی وزیر صاحب استعفیٰ دیں گے تو وہ اس کو مسترد بھی کر سکتے ہیں کہاں لکھا ہے کہ اس استعفیٰ کو صدر صاحب کہیں گے نہیں استعفیٰ نا منظور اگر یہ بات ہے کہ وہ اس کو منظور نہیں کر سکتے تو اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ صرف

By giving the resignation, by tendering the resignation, it will be considered that the resignation has been accepted.

اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ یہ جیب میں ڈالنے والی بات نہیں میں اپنے فاضل دوست سومرو صاحب سے پوچھوں گا کہ آیا یہ جو ریڈیو میں اور press میں اعلان ہوا کیا یہ جیب میں ڈالا ہوا ہے یہ ساری ان کی جیب ہے ' یہ کہاں جیب ہے یہ تو ہمارے کانوں میں بار بار پھونکا گیا ہے بار بار اس کو بڑھ چڑھ کر بیان کیا گیا ہے اور بڑی دیدہ دلیری سے بیان کیا کھلم کھلا to get credit کہ دیکھو ہم نے استعفے دے دیئے ہیں تو یہ صدر صاحب کو نہیں معلوم یہ ان کی جیب میں کہاں ہوا یہ جیب کی analogy جو ہے میری سمجھ میں نہیں آتی اور میں سمجھتا ہوں کہ محض solicitory ہے اور کوئی چیز نہیں ہے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ under the circumstances یہ سمجھا جائے گا کہ جس دن انہوں نے resignation address کیئے صدر کو اور ان کی submission کے لئے اور کوئی چارہ نہیں سوائے اس کے کہ یہ ایک ایک وزیر جا کے صدر صاحب کے ہاتھ میں دے کے آئے وہ تو کبھی ہوتا نہیں کیوں کہ ان کی لیڈر ہیں وزیر اعظم صاحبہ اور ان کو دے دیئے

کہ یہ رہے ہمارے resignations آپ کو نہیں دے رہے

Because she was nobody to reject them or accept them.

ہم یہ صدر صاحب کو ایڈریس کر رہے ہیں اس دن سے وہ accepted سمجھے جائیں گے۔

جناب اعتزاز احسن: میں عرض کروں گا کہ ایک Article 46 کا حوالہ دیا گیا اب واقعاتی وضاحت

on the basis of facts this is not a Cabinet decision. All the Ministers have resigned no doubt, but this was not a Cabinet decision. The Cabinet is not to decide on resignations. The Cabinet did not resolve. There is no decision of the Cabinet which is a specific body referred to in Article 46.

Mr. Chairman: But could the President, I agree with you.

Mr. Aitzaz Ahsan: He is not.

Mr. Chairman: Could the President call for this information under 46(c) which says:

(c) If the President so requires, to submit for the consideration of the Cabinet any matter on which a decision has been taken by the Prime Minister or a Minister but which has not been considered by the Cabinet."

Mr. Aitzaz Ahsan: He could possibly, if he wants to. But then it is not necessary that the resignations be sent to him. He can seek information, etc. They may not be transmitted to him.

جناب چیئرمین: آرٹیکل (b)۴۶ میں بھی آسکتا ہے۔

46(b) to furnish such information relating to the administration of the affairs of the Federation..."

Mr. Aitzaz Ahsan: But the President has not sought this information. The President has left it also to the disc·etion of the Prime Minister. May I just add one thing about this 'pocket'? It is not.

[Mr. Aitazaz Ashen]

جناب چیئرمین صاحب! ہماری سیاست ۔ آیا ہے، آیا ہے پر ٹیلی ویژن پر ریڈیو پر یہ جی کہ
کچھ چھپی چھپائی، سازشی سیاست نہیں ہے یہ اس قسم کی سیاست نہیں ہے کہ ہم چوری
چھپے کریں کمیٹی روم میں جو ہم کرتے ہیں، ہم دنیا کو بتاتے ہیں کہ یہ ہم نے کیا ہے اور
ہم نے بتایا ہے کہ ہم نے وزیر اعظم پر پوری طرح اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

جناب محمود احمد منٹو: استعفیٰ دیا ہے .....

Mr. Chairman: I will try and give a ruling on this. This is an important question. But nevertheless, I will make an effort.

Senator Mr. Muhammad Tariq Chaudhary seeks leave to raise a question of breach of privilege based on press reports that members of the Federal Cabinet and the Ministers of State have submitted their resignations. According to the honourable Senator, there are three kinds of Ministers who would be or could be affected by such a decision.

Firstly, those Ministers who have not tendered their resignations. Obviously such Ministers would not be affected by such a decision. Secondly Ministers who are Members of the Senate. According to the honourable Senator such Ministers could still have the privilege of participating in the proceedings of the House. Thirdly, according to the honourable Senator would be Ministers who are Members of the National Assembly and have been conferred the privilege of speaking in and otherwise taking part in the proceedings of the House which privilege has been conferred on such Ministers by Article 57 of the Constitution. It is the contention of Mr. Tariq Chaudhary that those Members of the National Assembly who have been conferred the privilege of participating in the proceedings of the House under Article 57 of the Constitution would no longer be in a position to participate in these proceedings after their resignations have been tendered because in such a case they would be having no right to avail of the privilege conferred by Article 57.

Senator Tariq Chaudhary in support of his contentions relies on Article 92 clause (3) of the Constitution which reads as follows:

"92 (3). A Federal Minister or Minister of State may, by writing under his hand addressed to the President, resign his office or may be removed from office by the President on the advice of the Prime Minister".

Mr. Tariq Chaudhary is of the opinion that the resignations having been addressed to the president, there was no question of their being

accepted as there was no such provision in the Constitution and that the resignations take effect the moment the Minster or the Minister of State by writing under his hand resigns his office addressing the same to the President.

Several other Senators have also expressed their views on this important matter. Senator Ahmedmian Soomro is of the opinion that it is not necessary for the resignation to be accepted but it would be necessary that the resignations are transmitted to the President. Once the resignations are received by the President they would take effect. According to Senator Sartaj Aziz the word 'addressed' used in clause (3) of Article 92 implies that the same should be transmitted to the President and on receipt of the resignations, the resignations would take effect. Maulana Samiul Haq and Qazi Abdul Latif have both supported the contentions raised by Senator Tariq Chaudhary and have supported the point of view expressed by him

Dr. Sher Afgan Khan Niazi, the Minister of State for Parliamentary Affairs has opposed the privilege motion firstly on the ground that the resignations though addressed to the President have not reached the President so far and were handed over to the Prime Minister with the intention that the Prime Minister would submit the same to the President as and when she thought appropriate. Secondly, he is of the opinion that the resignations have to be notified and since the resignations have not so far been notified they would not take effect. He has also argued that no breach of privilege of the House is concerned as such because the resignations have not created any obstacle in the performance of the functions of the House.

I requested Mr. Aitzaz to assist me in the resolution of this difficult question. Mr. Aitzaz Ahsan has argued that transmission of the resignations is necessary and that without such transmission the resignations would not take effect. He has also explained that the resignations were submitted to the Prime Minister to show confidence of the entire Cabinet in the Prime Minister. The objective was that the Prime Minister would be at full liberty to use these resignations at any time either to re-form the Cabinet or to change the portfolios of the Ministers concerned

I have considered the matter in the light of the arguments presented from both sides of the House. Article 92 clause (3) is absolutely clear that a Federal Minister or Minister of State may by writing under his hand addressed to the President resign his office. Similar provision regarding resignations of high personages under the Constitution also exists. Article

[Mr. Chairman]

44 clause (3) deals with the resignation of the President of Pakistan and it reads as follows:

> "44 (3). The President may, by writing under his hand addressed to the Speaker of the National Assembly, resign his office".

Article 206 deals with the resignations of the Judges of the superior courts of Pakistan and it reads as follows:

> "206 (1). A Judge of the Supreme Court or of a High Court may resign his office by writing under his hand addressed to the President".

Similar provision, as we have seen, exists for resignations by the Ministers and Ministers of State. In all these offices the resignation is a privilege of the person concerned and it is a right conferred on him and does not depend in any case upon acceptance by the authority to whom it is communicated. This right is the right of the person - in the case of Article 44, it is the right of the President, in the case mentioned in Article 206 it is the right of the Judge of the Supreme Court or of the High Court and in the cases mentioned in Article 92 clause (3) it is the right of the Minister or the Minister of State concerned. However, as was very clearly pointed out during the discussion in the case, there may be instances where the view taken that resignations would take effect the moment they are signed would create difficulty. As was pointed out by Senator Ahmedmain Soomro, a resignation may be addressed to the President and kept in the pocket of the person concerned. Obviously such a resignation would not take effect and this view was supported by Mr. Aitzaz Ahsan. It appears to me that this would not take effect because it was the intention of the person submitting his resignation that such resignation would not take effect on immediate signature. The resignations which are contemplated by clause (3) of Article 92 and those contemplated by Article 44 and Article 206 are voluntary resignations and, therefore, the intention of the person submitting the resignation would be very relevant in these cases. It would depend on the circumstances of each case whether the resignation would take effect on addressing a letter to the President or it would take place at a subsequent time. In the instant case, as explained by the honourable Ministers, the resignations were submitted to the Prime Minister in order to repose confidence in her so that she may be able to re-form her Cabinet or change the portfolios as and when she desires and obviously in this particular case the resignations were not intended to take effect on submission to the

Prime Minister but were intended to take effect on transmission to the President of Pakistan. Therefore, in the instant case I have come to the conclusion that the resignations have not so far taken effect and would only take effect after the Prime Minister submits these resignations to the President of Pakistan. In the light of the discussions above I hold that there would be no bar on the Members of the National Assembly who are Ministers or Ministers of State to participate in the proceedings of this House. Accordingly, this privilege motion is ruled out of order

ADJOURNMENT MOTIONS

I) ATTACK ONT HE OFFICE OF THE DAILY 'JANG' KARACHI

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التواء لیتے ہیں۔
کل سے ایک معاملہ چل رہا ہے جی فصیح اقبال صاحب آپ کا وہ معاملہ تھا۔

سید فصیح اقبال: میں نے اپنے وزیر اطلاعات سے ایک گزارش کی تھی کہ وہ اس کو information کی Standing Committee میں refer کر دیں۔ تاکہ اس سلسلے میں پوری ......

جناب چیئرمین: وزیر صاحب موجود ہیں۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی اس کو consider کر لے۔ کوئی اعتراض نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ابھی تو مجھے یہ اختلاف ہے کہ اسی آنریبل ہاؤس کی رولنگ ہے ایسے ہی ایک کیس میں اور اسی طریقہ کار سے یہ adjournment motion بنیادی طور پر admissible ہی نہیں ہے.....

جناب چیئرمین: نہیں اس پر بحث نہیں کرتے وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی چھان بین کے لئے سٹینڈنگ کمیٹی اس کو دیکھ لے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ تحریک التوا بنتی نہیں ہے چھان بین کی ضرورت ہی نہیں ہے....

جناب چیئرمین: نہیں نہیں اس کی admissibility کی ہم بات نہیں کریں گے آپ سے agree کر لیں گے کہ نہیں بنتی ہے۔ لیکن یہ چاہتے ہیں کہ ایک معاملے کی چھان بین ہو جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: بنیادی طور پر کیس رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ Subjudice matter ہے.....

جناب چیئرمین: یہ اعوان صاحب آگئے ہیں ان سے بات کرتے ہیں۔ اعوان صاحب یہ admissibility پر میں agree کرتا ہوں کہ prime facie نہیں بنتی ہے کیونکہ اس پر کیس بھی رجسٹرڈ ہو چکا ہے جس طرح آپ نے فرمایا کہ یہ صوبائی معاملہ بھی ہے اور تیسری بات جو بہت اہم بھی ہے کہ یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے لیکن ایک واقعہ ہے۔ اس سے کافی ہیجان پیدا ہوا۔ اس لئے جناب فصیح اقبال صاحب کی درخواست ہے کہ اس پر Standing Committee غور کر لے اور پھر جو سفارشات وہ دے اس پر غور کر لیں۔

جناب احمد سعید اعوان: جناب چیئرمین صاحب، اگر یہ رولنگ ہے تو ...

جناب چیئرمین: یہ رولنگ نہیں ہے ... رولنگ نہیں ہے۔ رولنگ تو وہ ہوگی کہ میں کہوں کہ یہ admissible ہے میں تو admit نہیں کر رہا ہوں۔

جناب احمد سعید اعوان: اگر یہ admissible ہے ہی نہیں، .....

جناب چیئرمین: نہیں ہے۔

جناب احمد سعید اعوان: تو پھر اس کو کمیٹی کے پاس بھیجنے کا کیا مقصد ہے، اس کا کیا فائدہ ہے۔ What they will gain out of it?

جناب چیئرمین: فائدہ یہ ہوگا کہ مثلاً یہ واقعہ ہوا ہے، اس میں ہو سکتا ہے کہ کسی کی طرف سے زیادتی ہوئی ہو، یا کوئی کوتاہی ہو گئی ہو، ممکن ہے یہ کوتاہی administration کی طرف سے ہو گئی ہو، ... یہ ساری باتیں اس کمیٹی میں زیر غور آ سکتی ہیں .....

جناب احمد سعید اعوان: جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ یہ unprecedented ruling ہوگی۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں یہ رولنگ نہیں دے رہا .....

جناب احمد سعید اعوان: یہ پھر کس حیثیت میں کمیٹی کے پاس جائے گی۔

جناب چیئرمین: اس کے لئے وہ request کر رہے ہیں .....

جناب احمد سعید اعوان: میں بھی request کر رہا ہوں۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! اسی سلسلے میں "مرکز" کا ایک کیس کمیٹی کے سامنے ہے، تو میں چاہتا ہوں کہ یہ بھی اس کمیٹی میں طے ہو جائے۔

بات یہ ہے کہ ابھی تک 'مرکز' اخبار کا کیس کیٹی کے سامنے ہے۔ اس سلسلے میں بھی رجسٹرڈ ہوا تھا۔ اس کے متعلق بھی ابھی تک آپ نے کچھ نہیں کیا۔ 'مرکز' کا کیس بھی بالکل similar case ہی تھا

جناب احمد سعید اعوان: جناب والا! 'مرکز' کے کیس اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسے' اس کے ساتھ Link کرنا' facts کے خلاف ہے' دونوں کیسوں کے facts علیحدہ ہیں۔ اس کی territory جو تھی وہ اسلام آباد میں آتی ہے آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ اس میں اور کراچی کے واقعہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ admissibility کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ یہ subjudice matter ہے۔ subjudice matter کو سینیٹ کی کمیٹی کیسے under discussion لائے گی اور پھر جناب والا! میں نے آپ کی خدمت میں ایک رولنگ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اس لئے وہاں پر اسے بھیجنے کا کوئی مقصد نہیں ہے اگر بھیجنا ہی ہے تو پھر اس کا مقصد بتائیں۔

What they will gain out of it?

جناب چیئرمین: فصیح اقبال صاحب' وہ کہتے ہیں کہ اس سے کیا مقصد حاصل ہوگا۔

سید فصیح اقبال: جناب والا! مقصد یہ تھا کہ اس سلسلے میں میر خلیل الرحمن صاحب کو کیٹی میں بلایا جاتا' ان تنظیموں کو بلایا جاتا جنہوں نے اخبارات میں بیان دیئے تھے' اور سخت reaction ظاہر کیا تھا۔ تمام پاکستان کی تنظیموں نے جن میں APNS ہے' CPNE ہے سب نے اس واقعہ کے خلاف کافی سخت reaction کا مظاہرہ کیا تھا' اور پھر اس پر وزیر اطلاعات کا ایک بیان بھی آیا تھا۔ اگر یہ سب چیزیں ایک جگہ پر بیٹھ کر طے ہو سکتی ہیں تو کیا یہ زیادہ بہتر forum نہیں ہے میرا خیال یہ ہے کہ یہ اس پر اصرار نہ کریں ورنہ یہاں اس بات پر Debate بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ Press کے متعلق کتنی ایسی statements ہیں...

جناب چیئرمین: دیکھیں' debate تو ہو سکتی ہے۔ لیکن اس وقت یہ مسئلہ سامنے ہے کہ یہ مسئلہ اب ختم ہو چکا ہے' بات ختم ہو گئی ہے۔

سید فصیح اقبال: بات کہاں ختم ہو گئی ہے' ابھی تک cases ہیں جہاں تک APNS کا تعلق ہے' CPNE کا تعلق ہے' اس پر ان کا reaction تو موجود ہے۔

جناب احمد سعید اعوان: جناب چیئرمین صاحب! وہ reaction ٹھیک ہے موجود ہے مگر اسے وزارت انفارمیشن deal کرے گی۔ اگر یہ اس پر debate کرنا چاہتے ہیں، تو اس پر یہ بڑی خوشی سے موشن لائیں debate کریں، ہم اس کا جواب دیں گے۔ لیکن ایک Issue جو dead ہے ختم ہو چکا ہے...

سید فصیح اقبال: جناب! اس وقت یہ dead issue تو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: یہ واقعہ جس پر یہ تحریک تھی، وہ تو ختم ہو چکا ہوا ہے یعنی کیس درج ہو گیا ہے، Investigation ہو رہی ہے۔ اس لحاظ سے یہ ختم ہو گیا ہے۔

جناب احمد سعید اعوان: میر صاحب سے میری خود بات چیت ہو چکی ہے، جس دن وہاں پر raid ہوا ہے، میں نے اس دن خود فون کیا تھا تمام management سے بات کی ہے، اس کے متعلق میر صاحب کو پتہ ہے وہاں میں خود گیا ہوں اور اس دن کراچی میں تقریباً ۳۰ ایڈیٹرز کے ساتھ جو discussion ہوئی، اس میں تمام نے agree کیا کہ واقعی یہ زیادتی تھی۔ وہاں پر بھی میں نے یہ بات کی کہ آپ نے زیادتی کی تھی، پھر انہوں نے بھی زیادتی کی تھی۔ یہ دونوں واقعات نہیں ہونے چاہئیں تھے۔ میں نے اس واقعہ کو condemn بھی کیا کہ اس قسم کا واقعہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ It is on the record,

اب میری condemnation کے بعد، کراچی میں، جس میں تمام press موجود تھا، تمام ایڈیٹرز موجود تھے، اس کو پھر نئے سرے سے یہاں پر لانا، اس پر discussion کرنا، .... ان سب چیزوں کا مقصد کیا ہے؟ یا تو اس میں کوئی utility ہو، یا اس سے کوئی اثر پڑتا ہو، یا اس کا فیصلہ کورٹ میں ہوتا ہو، یا اس کا کوئی اثر administration پر پڑتا ہو، What is the use?

سید فصیح اقبال: جناب اس کے متعلق میں بتاتا ہوں APNS کا اپنا stand ہے، CPNE کی جو تنظیم ہے اس کا اپنا stand ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ پر اپنا سخت reaction ظاہر کیا تھا۔ یہ کراچی بھی تشریف لے گئے، وہاں سے واقعات پوچھے۔ کورٹ میں کافی غلط فہمی ہوگی اگر اس مسئلہ کو کمیٹی میں لایا جائے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ اگر ان کی مرضی نہیں ہے تو پھر میں پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: تو آپ اس طرح کریں، میری یہ تجویز ہے کہ As Chairman of the Information Committee.

آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ کسی معاملے میں رپورٹ منگوائیں اور اسے دیکھیں۔ اس مسئلہ پر چونکہ وزیر صاحب نے صحیح فرمایا ہے کہ کیس درج ہو چکا ہوا ہے' اور The matter is under investigation. معاملہ ختم ہو گیا ہے' Incident ختم ہو گیا معمول کے مطابق پریس چل رہا ہے' پولیس اس کی تفتیش کر رہی ہے' تیسری بات یہ ہے کہ

This is a law and order problem which pertains to a province.

ان وجوہات کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ

As an adjournment motion it is not admissible but as Chairman of the Committee concerned you have a right

کہ آپ ان معاملات میں دیکھیں۔ اور سفارشات کریں۔

So, this is ruled out of order on the ground that it is not admissible. Thank you.

Next is Qazi Abdul Latif Sahib on the circulation of a proforma by the Establishment Division to be filled in by all the officers of various occupational groups asking them to divulge their own as well as their parents political affiliations.

(II) RE: CIRCULATION OF A PROFORMA AMONG THE EMPLOYEES TO SHOW THEIR OWN OR THEIR RELATIVES POLITICAL AFFILIATION

جی جناب قاضی صاحب' آپ کی تحریک التواء نمبر ۱۷ ہے۔

قاضی عبداللطیف: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم حالیہ وقوع پذیر قومی اہمیت کے معاملہ پر ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے روزنامہ" نوائے وقت" راولپنڈی ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۹ء کی سرخی ہے۔ نقطۂ نظر مذہبی یا ترقی پسندانہ۔ حکومت نے وفاقی اداروں کے گریڈ ۱۶ اور اس سے بالا درجہ کے تمام افسران سے پوچھا ہے کہ وہ حکومت کو بتائیں کہ ان کا نقطۂ نظر مذہبی ہے یا ترقی پسندانہ' باخبر ذرائع کے مطابق Establishment نے آج ایک Circular جاری کیا ہے۔ جس میں تمام Gazetted افسران سے جہاں ان کی مصروفیات' مشاغل' خاندانی پس منظر کے حوالے سے استفسار کیا اور کہا گیا' وہاں ان سے یہ سوال بھی پوچھا گیا ہے کہ وہ بتائیں کہ ان کا نقطۂ نظر مذہبی ہے یا ترقی پسندانہ ہے۔ بعض افسران کا خیال ہے کہ حکومت اس استفسار کو بنیاد بنا کر افسران کے آئندہ ترقیوں اور تقرریوں کا فیصلہ کرے گی۔

Qazi Abdul Latif

جناب والا! اس سے تمام مسلمان افسران میں انتہائی تشویش پائی جاتی ہے کہ یہ ان کے مذہبی رجحانات پر ایک ضرب ہے جو دستور پاکستان کے سراسر خلاف ہے، ایوان کو اس پر بحث کا موقع دیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niaz: Opposed.

جناب چیئرمین: جی قاضی صاحب dmissibility پر بات کریں کہ کس قسم کا proforma ہے، یہ کیا سلسلہ ہے۔

قاضی عبداللطیف: جی میری گزارش یہ ہے کہ اس کا جواب کون دے گا۔

جناب چیئرمین: اس کا جواب ڈاکٹر صاحب دیں گے لیکن آپ بتائیں کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

قاضی عبداللطیف: ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اس انعام سے نوازا ہے کہ وہ چاہے سوال یا تحریک سمجھیں یا نہ سمجھیں، اس کا جواب دینے کی اللہ تعالیٰ نے ان میں صلاحیت پیدا کی ہے۔ بہرحال ہم ان کے مشکور رہیں۔

جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ ملازمین کو جو سوال نامہ بھیجا گیا ہے، وہ ہیں گریڈ ۱۶ سے اوپر والے ملازمین۔ اس میں ان سے خاندان سے متعلق تمام افراد یعنی، باپ دادا، اور بیوی کے بہن بھائیوں کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ ان کا تعلق کن سیاسی جماعتوں سے رہا ہے جہاں تک ملازمین کا تعلق ہے، اپنی ذات کی حد تک، اس سے متعلقہ بات وہ پوچھ سکتے ہیں کہ مثلاً آپ کسی سیاسی جماعت کے رکن تو نہیں ہیں۔ اس لئے کہ کسی سرکاری ملازم کو کسی سیاسی جماعت کا رکن بننے کی ممانعت ہے لیکن یہ ساری معلومات ان سے اس سلسلے میں پوچھنا ایک قسم کا بعینہٖ وہی طرز حکومت ہے کہ جو آج تک Cummunist ممالک کے اندر رائج ہے۔ جہاں صرف یک جماعتی نظام قائم کیا گیا ہے جو آج ناکام ہو چکا ہے۔ خصوصیت سے ان سے یہ بھی پوچھا گیا ہے کہ تم ترقی پسند ہو یا مذہبی رجحانات رکھنے والے ہو، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے مذہب کو ترقی کے بالمقابل قائم کر دیا ہے۔ جب کہ ہمیشہ مذہب نے ترقی کے متعلق ترغیب دی ہے اور کہا ہے، کہ تم بھلائی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، اور ترقی کرتے رہو۔ لیکن انہوں نے یہاں پر

اسی ترقی کو مذہب کے مقابل قرار دے کر پوچھا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ لا مذہبی ترقی ہے، تم اس کے قائل ہو یا مذہبی ترقی کے قائل ہو، اس طرح سے انہوں نے مذہبی جذبات کو بھی مجروح کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے یہاں ان کو نظام یوں چلانا مقصود ہے کہ گویا کہ یہاں صرف اور صرف ایک ہی پارٹی موجود ہو۔ اس شکل کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی نقطۂ نگاہ اور مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی ان تمام آفیسرز کے اندر بڑی پریشانی اور اضطراب دیا جاتا ہے لہذا اس پر ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف مفروضہ ہے یہ مفروضے پر مشتمل تحریک التوا ہے اگر کوئی پروفارما ہے تو قاضی صاحب آپ کے سامنے پیش فرمائیں۔ And it is hit by Rule 75

جناب چیئرمین: نہیں وہ واقعات کی بات پہ کہا جا رہا ہے کہ اس قسم کے ۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں عرض کر رہا ہوں کہ جناب اگر ان کے پاس اس پروفارما کا کوئی documentary proof ہے جس میں یہ ترقی پسندانہ اور پرانے قسم کی باتیں ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ جو questaionair ہے اور Establishment Division کی طرف سے بھیجا گیا ہے اور اخبارات میں آیا ہے، اور اس کی کوئی تردید نہیں ہوئی اور اس میں بہت سی اطلاعات مانگی گئی ہیں، اس میں یہ بھی ہے، کہ آپ کے بھائی کیا کرتے ہیں آپ کے والد کیا کرتے ہیں آپ کے بیرون ملک کوئی رشتہ دار ہیں ان کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو اس کی ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی تردید نہیں آئی کہ ایسا نہیں ہوا،

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! آپ ان کی تحریکِ التوا کا متن پڑھیئے اور انہوں نے بیان ۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: انہوں نے تو صرف ایک چیز کو اٹھایا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں بھی جناب اسی کی بات کرتا ہوں ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے ساری چیز کا بتائیں کہ کوئی سوال نامہ جاری ہوا ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: سر! سوالنامہ نہیں ہے وہ باقاعدہ......

جناب چیئرمین: آپ وہ سوالنامہ لے آئیں اسکو دیکھکر پھر فیصلہ کیا جائے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: قاضی صاحب لائیں ...

جناب چیئرمین: نہیں قاضی صاحب نہیں Establishment Division سے تو سوالنامہ آپ ہی لا سکتے ہیں۔ قاضی صاحب کیسے لائیں گے؟ وہ تو Establishment Division نے جاری کیا ہے قاضی صاحب نے تو اخبار میں پڑھا اور تحریک دے دی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں categorically کہہ رہا ہوں کہ یہ بات مفروضے پر بات مبنی ہے ....

جناب چیئرمین: یہ categorically اس لئے میں نہیں مان رہا کہ اخبارات میں یہ آچکا ہے اس کی تردید نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں تردید کر رہا ہوں جی۔

جناب چیئرمین: آپ مہربانی کرکے سوالنامہ ایوان میں پیش کر دیں۔

Because this is a very importnat matter. It has created a lot of anxiety among the civil servants and I would like to look into this matter.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ proforma جو یہ فرما رہے ہیں نہ questioner ہے نہ اس قسم کی بات ہے جو الزام انھوں نے لگایا ہے کہ اس قسم کی صورتحال افسران کو درپیش ہے، ایسی بات نہیں ہے یہ درست نہیں ہے .....

جناب چیئرمین: جی جناب سرتاج عزیز صاحب آپ نے یہ proforma دیکھا ہے؟

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, the Minister is referring to the written statement to the honourable Senator in which he has asked to draw a distinction between. ترقی پسند اور مذہبی رجحانات

In his oral statement he also pointed out the inclusion in the proforma of political affiliation of relations of government servants, is he prepared to deny it or not?

ii) ARE : CIRCULATION OF A PROFORMA AMONG THE EMPLOYEES TO SHOW THEIR OWN OR THEIR RELATIONS POLITICAL AFFILIATION

Mr. Chairman: Have you seen it?

جناب سرتاج عزیز : ہاں جی ۔
جناب چیئرمین : اس میں کیا کیا ہے ؟

Mr. Sartaj Aziz: Political affiliations of relations.

جناب چیئرمین : اور کیا اس میں پوچھا گیا ہے ؟
جناب سرتاج عزیز : بس یہی بات ہے جو انہوں نے کہی ہے باقی باتیں نہیں اس میں ۔

Mr. Chairman: Mr. Farooq Leghari, you have been a civil servant can you throw light on this matter, this new proforma which has come up.

Sardar Farooq Ahmad Leghari: Sir, I am afraid I don't know anything about this.

Mr. Chairman: Mr. Aitzaz Ahsan would you know anything about this proforma which has become the subject of a lot of anxiety among the civil servants in the country.

Mr. Aitzaz Ahsan: Mr. Chairman, I have also seen it in the press with of course some deep concern on what there has been allegedly in the Press the contents of the proforma, Since there has been no Cabinet position on this, since the matter has not come to the Cabinet, I don't know at what level in the Establishment Division, if there is such a proforma, it has been taken up and at what level the decision was taken up. I think we will certainly take it up.

Mr. Chairman: I think what we will do is that you know that there were editorials on this also. It was also in the 'Nation'. What we will do is that Mr. Sartaj Aziz has seen this, we will admit this adjournment motion and I would request you to kindly provide us with the proforma so that it can be examined by the members and we can have a meaningful discussion. So, this is admitted.

Mr. Aitzaz Ahsan: Alright Sir.

Mr. Chairman: So, no other adjournment motion to be taken. یہ قاضی صاحب کی موشن ہو گئی ہے

This adjournment motion regarding the proforma issued by the Establishment Division is admitted and I will fix a time for discussion on

[Mr. Chairman]

this motion and as I have said, I would request you kindly to have this placed on the Table of the House so that the Members can know what it is about.

قاضی عبداللطیف: یہ بحث کے لئے کب تک آئے گی جناب؟

جناب چیئرمین: جی یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس کی اہمیت کا مجھے احساس ہے جلدی آ جائے گی۔

سید فصیح اقبال: جناب میں اسی سلسلے میں کہہ رہا تھا کہ یہ میرے پاس ہے میں کل آپ کو پیش کر دوں گا مزید یہ کہ میری اطلاع یہ بھی ہے کہ تین پروفارمے انہوں نے change کئے ہیں اسی پندرہ دنوں میں۔

جناب چیئرمین: وہ سارے لے آئیں بحث ہو جائے گی۔

So, this is admitted for discussion, I will fix the time at an early date.

Now, there is item No. 2, there is some unfinished business on the question of provincial autonomy, next in the list is Qazi Abdul Latif Sahib.

صوبائی خود مختاری پر

قاضی عبداللطیف: اس کے لئے مجھے کل یا پرسوں موقع دیں۔

جناب چیئرمین: پھر تو اس کی آئندہ Private day پر باری آئے گی۔ اس دوران تیاری کر لیں۔ غلام حیدر تالپور صاحب ...۔ (موجود نہیں ہیں) شفقت حسین شاہ صاحب ...۔ (موجود نہیں ہیں) جناب محمود احمد منٹو صاحب۔ عالم علی لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا: جناب والا! اس پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور اس مقتدر ایوان کے کئے گئے بیشتر فیصلوں کے مطابق عمل نہیں کیا جا رہا ہے تو میں خاموش رہنا زیادہ بہتر سمجھوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ محمود منٹو صاحب آپ آئین کے مطابق خود مختاری چاہتے ہیں؟

ii) ARE : CIRCULATION OF A PROFORMA AMONG THE EMPLOYEES TO SHOW THEIR OWN OR THEIR RELATIONS POLITICAL AFFILIATION

جناب محمود احمد منٹو: جناب آئین کے خلاف کون کچھ چاہتا ہے جو آئین میں لکھا ہے اور جو agreed ہے اور بار بار جس کا تقاضا کیا جاتا ہے یہ آئین ہے اس کو uphold کرنا ہے تو اس کے مطابق تو خود مختاری ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: نہیں اس میں وہ آجاتا ہے Council of Common Interests
National Finance Commission اسی کے متعلق آپکا کیا خیال ہے؟

جناب محمود احمد منٹو: آج تو میں نے یہ expect بھی نہیں کیا تھا کہ یہ موضوع آئے گا۔

جناب چیئرمین: اسی لئے میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ چیزیں آرہی ہیں۔

جناب محمود احمد منٹو: جب آرہی ہیں تو موقع پر مجھے بولنے موقع دیں۔

جناب چیئرمین: جناب وردگ صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب آصف فصیح الدین وردگ: جناب میں اس پر بول چکا ہوں۔

جناب شاد محمد خان: جناب والا! کافی وقت اس پر گزر چکا ہے، دلچسپی کسی کی ہے نہیں اس کو wind up کرائیں، باقی بزنس suffer کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں wind up کون کر رہا ہے جی؟ صوبائی خود مختاری کے مسئلے کو جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! بہت اہم بات تھی صوبائی خود مختاری، لیکن ایک بات مجھے افسوس سے کہنی پڑ رہی ہے کہ اس کے ساتھ جو دلچسپی تھی وہ ہماری آج ظاہر ہو گئی۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں آج کچھ لوگ غیر حاضر ہو گئے شاید انہیں پتہ نہیں تھا کہ آج یہ آئے گا۔ آپ یہ بتائیں کہ Council of Common Interests کے بارے میں سب لوگوں کا اصرار ہے اس کو آپ کیوں نہیں بلا رہے؟ آئین کے مطابق

Article 154 and 155, it is a policy making body and it has to be permanently in existence.

اور پھر National Finance Commission اور یہ جو ادارے ہیں Islamic Ideology Council یہ سارے ادارے ہیں جن کا آئین کے تحت ایک role ہے تو آپ بتائیں کہ اس

کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں۔

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی :</u> خیالات میرے بالکل نیک ہیں۔ جناب چیئرمین ! اگر مجھے آپ regular اس کا reply دینے کی اجازت دیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ یہ تو ایک اس کا pertinent پہلو ہے پھر بھی میں گذارش کروں گا کہ اس کی افادیت کیا ہے یہ کیسا forum ہے۔ ایک یہ دستوری ادارہ ہے۔ جس کے مقررہ حدود میں فرائض ہیں، کون کون سے مسائل اس forum پر لائے جاتے ہیں یا لائے جا سکتے ہیں اور کیسے اس کی ترکیب نحوی ہے۔

<u>جناب چیئرمین:</u> اگر آپ کہتے ہیں تو پھر adjourn کر دیتے ہیں۔

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:</u> adjourn کر دیں تاکہ ہمارے معزز اراکین بھی بول سکیں تاکہ صحیح ٹاکرا رہے۔

Mr. Chairman: Does the House agree that we should adjourn then?

(Voices; 'Yes')

Mr. Chairman: O.K. Then this House is adjourned to meet again on the 5th of December, 1989, at 10.00 A.M.

[The House then adjourned to meet again at ten o'clock in the morning on Tuesday, the 5th of December, 1989]